هفت روزہ

خدام الدین (لاہور)

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۹ مارچ ۱۹۵۷ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

سلام

بحضور سرکارِ دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالرحیم جاوید الہ آبادی (پاکستان)

السلام اے تاجدارِ دو جہاں
السلام اے رازدارِ کُن فکاں

السلام اے باعثِ کون و مکاں
السلام اے رہنمائے انس و جاں

السلام اے نیّرِ صبحِ ازل
السلام اے شاہکارِ لم یزل

السلام اے سیّد و مولائے کُل
ہادیٔ و مہدیٔ و دانائے سُبل

السلام اے غمگسارِ عاجزاں
دستگیرِ عاصیان و بیکساں

السلام اے نطق حق تیری زباں
شان تیری برتر از وہم و گماں

السلام اے سیّدِ خیر البشر
اے کہ تو مصداقِ مازاغ البصر

السلام اے شاہدِ ربِ جہاں
تیرا نام پاک ہے تسکینِ جاں

السلام اے شاہدِ لطفِ عمیم
مہبطِ انوارِ قرآنِ حکیم

السلام اے مصطفیٰ ابرِ کرم
حامد و محمود اے شاہِ اُمم

السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے سائرِ عرشِ بریں

السلام اے نورِ رب العالمیں
خسروِ اقلیم چرخِ ہفتمیں

السلام اے پیکرِ لطف و کرم
اے خوشا قسمت کہ قربانت شوم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۲	۲۶ شعبان المعظم سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۵۷ء	شمارہ ۴۶

جمہوریت کی پائمالی

ہمیں اس سے دلچسپی نہیں کہ کس کی وزارت ٹوٹی اور کس کی نہیں بنی اور نہ اس سے غرض و غایت ہے کہ ہم کس جماعت کے لئے ڈھال بنیں اور اُس کے لئے تلوار - سیاسی نقطہ دیکھ کر اتنا ضرور کہنے کا حق رکھتے ہیں - کہ یہاں اکثر سیاسی گروہ جمہوریت کے خون کے پیاسے ہو چلے ہیں - قوم کی تقدیر چند بے ضمیر اور قوم دشمن اراکین اسمبلی کے ہاتھ میں آ چکی ہے - آج اس کا ساتھ دے کر اور کل اس کے ساتھ مل کر اپنی مطلب برآری اور قومی مفاد کو نقصان پہنچانے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں - سیاسی بلیک میلنگ اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے - نئے دستور کے نفاذ کے شروع ہی میں ایسی روایات کو جنم دیا جا رہا ہے - جس سے بہی خواہان قوم کا شرم سے سر جھک جائے -

ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اگر مسلم لیگ کا یہی منشور ہے کہ جس طرح ممکن ہو اقتدار حاصل کیا جائے تو اس جماعت سے زیادہ ملک کی دشمن کوئی جماعت نہیں ہو سکتی - کیا اس جماعت کے لئے شرم و غیرت کا مقام نہیں کہ یہ کل خود ہی مغربی پاکستان میں وحدت بنا رہی تھی - لیکن آج نیشنل پارٹی کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے کولیشن وزارت اس لئے بنانا چاہتی ہے - کہ اسی وحدت کا تیا پانچا کر سکے - کیا مسلم لیگ کو مخلوط اور جداگانہ انتخاب کی بات بھول گئی ہے - کیا یہ وُہی نیشنل پارٹی نہیں - جس کے خلاف اسلامی محاذ بنایا گیا تھا - اور جس کو جلسہ گاہوں میں روسی ایجنٹ کمیونسٹ اور غدار وطن کے نام سے نوازا گیا تھا اور پھر نیشنل پارٹی والے لیگ کے راج کے لئے کوشاں ہیں - جس کے پہلے راج کی اُس کے اخبار نو سال تک مذمت کرتے رہے

عقل کام نہیں کرتی کہ اس مُلک کے سیاسی اداکار قوم کے حافظہ کو اتنا ضعیف کیوں سمجھتے ہیں -

ہم یہ کہنے سے بھی نہیں ڈرتے - کہ اگر ری پبلیکن پارٹی نے نہ "کھیلیں گے نہ کھیلنے دیں گے" - والے اصول پر عمل کیا ہے تو اُس نے پاکستان کو محض بازیچۂ اطفال سمجھ رکھا ہے - ملک کو جمہوری حکومت سے محرُوم کر دینا اور گورنر راج قائم کرا دینا کس طرح قابلِ ستائش ہو سکتا ہے ؟

آئین کی دفعہ ۱۹۳ کے نفاذ کا ایک دردناک پہلو یہ بھی ہے کہ اس صورتِ حال میں ۶ ماہ کے بعد لازمی طور پر انتخابات ہونے چاہئیں - لیکن ہم ایک حد تک رائے قائم کر چکے ہیں کہ شائد اس مُلک میں انتخابات کبھی نہ ہوں - نہ انتخابی حلقے ہیں نہ رائے دہندگان کی فہرستیں ہیں اور سب سے بڑھ کر نہ اربابِ اختیار کی نیت معلوم ہوتی ہے کہ انتخابات کرائے جائیں - بھولی بھالی قوم کمبل سمجھ کر سیاسی ریچھوں کے قابو میں آ چکی ہے - اب وہ چھٹکارا حاصل کرنا تو چاہتی ہے - لیکن ریچھ اسے کب چھوڑتے ہیں -

مُلک کی سیاست چکنے گھڑے کی مانند ہو چکی ہے - اغیار طعنہ پر طعنہ دے جاتے ہیں - یہاں کچھ اثر نہیں ہوتا - وہ ملک جو اُسی دن آزاد ہوا جب پاکستان آزاد ہوا تھا - اور جہاں اب دوسری دفعہ انتخابات ہو چکے ہیں - وہ کیوں نہ بھری مجلسوں میں پاکستان میں رائج الوقت سیاست کا تمسخر اُڑائے -

ہم اُن رہنماؤں سے اپیل کرتے ہیں - جن کا ضمیر موسمی نہیں - اور جو خدا اور اُس کے بندوں کے محاسبہ سے ڈرتے ہیں - کہ خدا را پاکستان کی حالت پر غور کریں - اور دیکھیں کہ سیاست کس ڈگر پر چل رہی ہے اور اگر ہو سکتا ہے - تو کوشش کریں کہ حالات بہتر ہو جائیں -

---

کچھ اپنے متعلق

ہم کئی بار عرض کر چکے ہیں - کہ عام طور پر پرچہ منگل کی شام کو تیار ہو کر دفتر میں آ جاتا ہے - اس کے بعد رجسٹر خریداروں کو سامنے رکھ کر ایک ایک پرچہ چیک کیا جاتا ہے - اس طرح اپنی ہر ممکن تسلی کرنے کے بعد پرچہ ڈاک میں ڈالا جاتا ہے - ہمیں یقین ہے کہ دوسرے اخبار و رسائل میں اتنی جانفشانی سے کام نہیں لیا جاتا - اس لئے کہ وہاں اُجرت پر کام کیا جاتا ہے اور اُجرت پر کام کرنے والوں کی اکثریت کام چور ہوتی ہے - یہاں خدا کے فضل و کرم سے محض اس کی رضا کے لئے کام کیا جاتا ہے - اس لئے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے - کہ نہ خریداروں کی حق تلفی ہو اور نہ اللہ تعالےٰ ناراض ہوں -

اتنی محنت اور کاوش کے باوجود جب پرچہ نہیں پہنچتا - تو خریداروں کی اکثریت ہم کو ملزم قرار دیتی ہے - بعض اللہ کے بندے تو ہمیں بددیانت اور بے ایمان بنا دیتے ہیں - خدا جانتا ہے کہ ہمارا دامن اس گناہ سے بالکل پاک ہے - اس لئے اس کی زد انہیں پر پڑتی ہے -

دفتر ہفت روزہ "خدام الدین لاہور" سے لے کر خریداروں کے ہاتھوں میں پہنچنے تک پرچہ کئی واسطوں سے گزر کر جاتا ہے - سب سے پہلے تو وہ ڈاک خانہ آتا ہے - جہاں پرچہ سپرد ڈاک کیا جاتا ہے - اس کے بعد جنرل پوسٹ آفس ریلوے میل سروس اور منزل مقصود کا ڈاک خانہ آتے ہیں -

باقی بر صفحہ ۱۹ -



خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۹ شعبان ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء

قرآن مجید سے فیض حاصل کرنیکی شرائط

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

برادران اسلام ـ قرآن مجید میں اللہ تعالے نے اعلان فرمایا ہے کہ جس شخص کے دل میں ایمان ہو اور وہ نیک کام کرے تو اُس کی دنیا کی زندگی عمدہ گزرے گی۔ اور آخرت کی زندگی میں بھی ان نیک کاموں کی جزاء خیر پائے گا۔ یعنی اس کی آخرت کی زندگی بھی سنور جائے گی -

(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝) سورۃ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴ ترجمہ: جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت، اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ـ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے ـ

شیخ الاسلام کی شہادت

اس آیت میں مومن کی دُنیا اور آخرت کی زندگی کے کامیاب ہونے پر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ملاحظہ ہو۔ مذکورہ بالا آیت پر مولانا مرحوم نے یہ حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔" اوپر کی آیت میں صابرین اور ایفاء عہد کرنے والوں کے اجر کا ذکر تھا ـ یہاں تمام اعمال صالحہ کے متعلق عام ضابطہ بیان فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے۔ کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے۔ بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں۔ بلکہ حقیقۃً نیک ہوں ـ یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی رُوح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم اس کو ضرور پاک، ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دنیا میں حلال روزی۔ قناعت و غنا قلبی، سکون و طمانیت، ذکر اللہ کی لذت حب الٰہی کا مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصور، تعلق مع اللہ کی حلاوت جس کا ذائقہ چکھ کہ ایک عارف نے کہا تھا ؎

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیم روز بیک جو نمی خرم

سچ ہے - اَهْلُ اللَّيْلِ فِي لَيْلِهِمْ اَلَذُّ مِنْ اَهْلِ اللَّهْوِ فِي لَهْوِهِمْ ـ اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر سلاطین کو خبر ہو جائے کہ شب بیداروں کو رات کے اُٹھنے میں کیا لذت و دولت حاصل ہوتی ہے تو اُس کے چھیننے کے لئے اسی طرح لشکر کشی کریں ـ جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں ـ بہر حال مومن قانت کی پاک اور مزیدار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے ـ قبر میں پہنچ کر اس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے۔ آخر انتہا اس حیات طیبہ پر ہوتی ہے ـ جس کے متعلق کہا ہے ـ حَيَاتٌ بِلَا مَوْتٍ، وَغِنًى بِلَا فَقْرٍ وَّصِحَّةٌ بِلَا سُقْمٍ وَمُلْكٌ بِلَا هُلْكٍ وَ سَعَادَةٌ بِلَا شَقَاوَةٍ رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهٖ وَ مَنِّهٖ اِيَّاهَا۔ تنبیہ اس آیت نے بتلایا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے ـ یعنی عورت اور مرد بلا امتیاز اپنے اپنے حسب حال نیکی کر کے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں"۔ انتہیٰ

شرائط کی تفصیل

پہلی شرط ایمان ہے

قرآن مجید سے دونوں جہان کی خوشگوار زندگی کا نظام الاوقات معلوم ہونے کے بعد کامیاب ہونے کے لئے پہلی شرط ایمان ہے ـ جس شخص کو قرآن مجید کے متعلق اللہ [illegible] کلام پاک ہونے کا ایمان یقین نہیں ہے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکے گا ـ

(اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم ط ان فی ذالک لرحمۃ وذکری لقوم یومنون) سورۃ العنکبوت رکوع ۵ پارہ ۲۱ ترجمہ ـ کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے ـ بیشک اس میں رحمت ہے اور ایمان والوں کے لئے نصیحت ہے۔

حاصل

آیت کا حاصل یہ نکلا کہ یہ قرآن مجید فقط ایمانداروں کے لئے رحمۃ اور نصیحۃ ہے یعنی بے ایمان ان دونوں نعمتوں سے محروم رہینگے۔

دُوسری شرط

اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ڈر

(فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ) سورۃ قٓ رکوع ۳ ـ پارہ ۲۶ ـ ترجمہ پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجیے ـ جو میرے عذاب سے ڈرتا ہے ـ

حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی جو لوگ حشر کا انکار کرتے اور واہی تباہی کلمات بکتے ہیں ـ بکنے دو ـ اور ان کا معاملہ ہمارے سپرد کرو۔ ہم کو سب معلوم ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں ـ آپ کا یہ منصب نہیں کہ زور زبردستی سے ہر ایک کو یہ باتیں منوا کر چھوڑیں ہاں قرآن سُنا سُنا کر بالخصوص ان کو نصیحت اور فہمائش کرتے رہیئے ـ جو اللہ کے ڈرانے سے ڈرتے ہیں ان معاندین کے پیچھے زیادہ نہ پڑیئے"

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ڈر نہیں ـ وہ اس قرآن مجید سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ـ

تیسری شرط

اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے ڈرنے والے

(اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝) سورۃ یٰس رکوع ۱ پارہ ۲۲ بیشک آپ اُسی کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بن دیکھے رحمٰن سے ڈرے ـ پس خوشخبری دے دو اس کو بخشش

ہ کی جو عزت والا ہے۔

حاصل

نکلا کہ اللہ تعالے سے بن دیکھے والوں (اور اس کے احکام کی تعمیل والوں) کو بخشش اور عزت والے خوشخبری دے دو۔

چوتھی شرط

ۃ للعالمین کی اصطلاح میں زندہ ہونا

عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ
ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ لِّيُنْذِرَ مَنْ
حَيًّا وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ؕ
یٰس۔ رکوع ۵ پارہ ۲۳ ترجمہ

نے نبی کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ں کے مناسب ہی تھا۔ یہ تو صرف اور واضح قرآن ہے۔ تاکہ جو زندہ سے ڈرائے۔ اور کافروں پر الزام ہو جائے۔

حاصل

نکلا کہ قرآن مجید سے زندہ انسان ائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ور انورؐ کی اصطلاح میں زندہ کون ہے

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ
كُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ
وَالْمَيِّتِ متفق علیہ۔ ترجمہ

ابی موسیٰؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس شخص شال جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر کرتا۔ مثل زندہ اور مردہ کی ہے۔ ذاکر زندہ اور غافل مردہ ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد شاغل ہے۔ وہ زندہ ہے۔ قاعدہ یہ کہ زندہ کی بات کو زندہ ہی سمجھ سکتا ۔ اسی قاعدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ اور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات زندہ دل انسان ہی سمجھ سکتے ہیں۔ وہی ان پر عمل بھی کر سکتے ہیں۔ مردہ انسان کو آپ ہزار مرتبہ سمجھائیں۔ کیا وہ کہ آپ کے حکم کی تعمیل کر سکتا ہے۔

پانچویں شرط

اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کو زندگی کا نصب العین

بنانے والے ہی قرآن مجید سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ (وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝)
سورۃ النمل رکوع ۶ ۔ پارہ ۲۰ ترجمہ

اور نہ تو اندھوں کو اُن کی گمراہی دور کرکے ہدایت کر سکتا ہے۔ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ سو وہی ماننے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالے کے احکام کو دل سے مانتے ہیں۔ ان ہی کو سُنا کر راہِ راست پر لا سکتے ہیں اور جو لوگ گناہ کرتے کرتے اپنے باطن کے نورِ فطرۃ کو کھو چکے ہیں اور باطن کے اندھے ہو گئے ہیں۔ وہ کب راہِ راست پر آ سکتے ہیں۔

نتیجہ

مذکورۃ الصدر شرائط کو پُورا کرکے قرآن مجید پر عمل کیا گیا تو وہی نتیجہ نکلیگا جو خطبہ کے ابتدا میں عرض کر چکا ہوں کہ اللہ تعالے کے فضل سے اس شخص کی دُنیا کی زندگی بھی عمدہ۔ فرحت بخش اور راحت رساں گزرے گی۔ اور مرنے کے بعد کی زندگی بھی آرام دہ اور خوشگوار ہو جائیگی انشاء اللہ تعالے اس شخص کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی۔ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی شرفیابی حاصل ہوگی۔ اسے حوض کوثر سے پانی پلایا جائے گا۔ اس شخص کو قیامت کے پچاس ہزار سالہ دن میں پھر پیاس نہیں لگے گی۔ اور اس شخص پر قیامت کا پچاس ہزار سال کا دن چار رکعت فرض کی دیر میں گزر جائے گا۔ یعنی اس کے خیال میں اتنی لمبی مُدّت اتنی دیر میں گزر جائے گی۔ جتنی دیر میں چار رکعت فرض ادا کیا کرتا تھا۔ اس شخص کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے بچا لے گا اور بہشت میں داخل فرما دے گا۔ ورنہ

قرآن مجید کی مخالفت

کرنے والوں کو دُنیا اور آخرۃ میں یہ سزا ملے گی وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝
سورۃ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶ ترجمہ

اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اُسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ کہیگا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں پھر تو نے انھیں ۲۴ بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا گیا ہے۔

فرمانِ الٰہی بالکل ٹھیک ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالے کا فرمان ہے وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا
سورہ انعام رکوع ۱۴ پارہ ۸ ترجمہ

اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

لھذا

جب اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن مجید کی مخالفت کرنے والوں کی دنیا کی زندگی تلخ گزرے گی۔ اور ان لوگوں کو قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھایا جائے گا۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فرمان کو دل سے سچّا مانے۔ واقعہ بھی یہی ہے۔ میں درس قرآن مجید اور بعض اوقات جمعہ کے خطبہ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ ایک شخص کی دنیاوی زندگی کا یہ ٹھاٹھ ہو کہ اڑھائی لاکھ روپے کا بنگلہ تعمیر شدہ ہو۔ جس میں اس شخص کا قیام ہو۔ پچاس ہزار کی موٹر ہو۔ گھر میں بیگم صاحبہ بھی ہو۔ اور اللہ تعالےٰ نے اولاد بھی دے رکھی ہو۔ بنگلے کے آگے چمن ہو۔ جس میں مالی کام کر رہا ہو۔ میاں صاحب کے گھر کا مستقل دھوبی ہو۔ خانسامے اور بہرے خدمتگزاری کے لئے ہر وقت دست بستہ حاضر رہتے ہوں اور اس گھر میں دین کا نام و نشان نہ ہو۔ گھر میں نہ کوئی نماز پڑھتا ہے۔ نہ کوئی قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ نہ کسی کو صحیح کلمہ ہی آتا ہے۔ غرضیکہ دین اسلام کی کوئی علامت اس گھر میں نہیں ہے۔ میں اپنے اللہ کے فرمان کے مطابق قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگر تمہاری بیوی بیگم صاحبہ کی سہیلی بن جائے اور میاں صاحب تمہارے مخلص یار بن جائیں۔ پھر اس گھر کے پوشیدہ حال تمہیں معلوم ہوں۔ اس کے بعد آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ان لوگوں کی زندگی کتنی تلخ گزر رہی ہے ناسور کے مریض کی طرح بظاہر بدن پر کوئی زخم نہیں ہے اور کپڑے بھی صاف ستھرے اور قیمتی ہیں مگر ناسور والا زخم اندر ہی اندر جان کو کھا رہا ہے۔ مریض کو نہ دن میں چین ہے نہ رات کو۔

لاہور کے بے دین قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے امراء کی زندگی کا نقشہ

جو واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ بالکل

صحیح ہے۔ امرتسر کے مہاجرین میں سے ایک ڈاکٹر صاحب میرے دوست ہیں۔ ماشاء اللہ بڑے پکے دیندار۔ درس قرآن مجید میں روزانہ تشریف لانے والے اور بڑے پکے نمازی ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ لاہور کا چکلہ جسے ٹبی بازار کہتے ہیں۔ ایک دن وہاں نماز مغرب سے ذرا پہلے ایک مریض کو دیکھنے کے لئے میں گیا۔ جب مریض سے فارغ ہو کر میں باہر نکلا تو ٹبی بازار کے باہر بڑی بڑی قیمتی موٹریں وہاں کھڑی تھیں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا ان قیمتی موٹروں والے رات کو چکلے میں آتے ہیں۔ مجھے جواب ملا۔ وہ خود نہیں آتے۔ بلکہ ان موٹروں پر رنڈیوں کو اپنے بنگلوں میں شب باشی کے لئے منگواتے ہیں۔ میں نے یہ واقعہ دوستوں کی ایک مجلس میں بیان کیا تو ان میں سے میرے ایک عزیز دوست جو ایم اے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ مولوی صاحب جن موٹروں پر رنڈیوں کو یہ منگواتے ہیں۔ انہیں موٹروں پر ان کی بیٹیاں زنا کرانے کے لئے جاتی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے بے دین امراء کے اور بھی واقعات مجھے معلوم ہیں۔ مگر طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کرتا۔

مملکت پاکستان کے ایک موجودہ مرکزی وزیر کا بیان

خان بہادر حاجی مولا بخش صاحب شکارپوری جو آج کل مرکزی حکومت کے وزیر منتخب ہوئے ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ حاجی صاحب ایک پکے اور سچے اسلام کے بہی خواہ اور اسلام کا درد دل رکھنے والے مسلمان ہیں اور ماشاء اللہ بڑے سمجھدار ہیں اور انکی عادت ہے کہ بڑے سے بڑے افسروں کو بھی سچی بات کہہ دیتے ہیں اور اپنے اصول کے بڑے پکے ہیں۔ اب خان بہادر صاحب کا بیان سنئے جو انہوں نے مجھے خود سنایا۔ اس سے پہلے بھی وزیر رہ چکے ہیں فرمایا کہ ایک مرتبہ جب میں وزیر تھا دفتر میں بیٹھ کر کام کر رہا تھا۔ ایک نواب صاحب کا ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا۔ کہ نواب صاحب آپ کی خدمت کر دیں گے۔ آپ ان کا فلاں کام کر دیجئے میں نے کہا کہ میں نواب صاحب کا کام کروں گا۔ اور کچھ نہیں لوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص پھر کہتا ہے کہ نواب صاحب کا کام آپ کر دیں۔ نواب صاحب آپ کی خدمت کر دیں گے۔ میں چونکہ اپنے کام میں مصروف تھا۔ اس لئے اس نے سمجھا کہ شاید اس لئے میں تاخیر کر رہا ہوں کہ کچھ وصول کروں۔ پھر اس شخص سے رہا نہ گیا پھر تیسری مرتبہ مجھے کہا کہ آپ نواب صاحب کا کام کر دیں۔ نواب صاحب آپ کی خدمت کریں گے۔ پھر مجھے غصہ آ گیا۔ میں نے کہا میں رشوت اس لئے نہیں لیتا کہ میں اپنی بیوی سے زنا نہیں کرانا چاہتا۔ جو لوگ رشوتیں لیتے ہیں۔ ان کی بیویاں زنا کراتی ہیں۔ اے قرآن مجید کے مخالفت کرنے والو اور رشوتیں کھانے والو۔ یہ بیان کسی مولوی صاحب کا نہیں ہے۔ یہ تم ہی میں سے ایک ہے جو اپنا تجربہ بیان کر رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اے قرآن مجید کی مخالفت کرنے والو

ہوش سے کام لو۔ آنکھیں کھول کر دیکھو کہ تم کیا کر رہے ہو۔ کدھر جا رہے ہو. یاد رکھو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے غلام علماء کرام تمہیں پکار پکار کر اللہ کے دروازے کی طرف بلا رہے ہیں اور تم اُن حق پرست علماء کرام کی توہین کر رہے ہو۔ کیا تم نے لاہور میں یہ پروپیگنڈا نہیں کر رکھا۔ مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔

فقط تین خیر خواہ

اے قرآن مجید کی مخالفت کرنے والو یاد رکھو۔ تمہارے فقط تین خیر خواہ ہیں۔ نمبر اوّل۔ اللہ تعالےٰ جو تمہارا پیدا کرنے والا ہے نمبر دوم۔ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر تمہارے اندر ایمان ہوا تو حضور ہی قیامت کے دن تمہاری شفاعت کریں گے۔ نمبر تین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سچے خادم علماء کرام جو چاہتے ہیں کہ تم دیندار بن جاؤ تاکہ تم سے خدا تعالیٰ راضی ہو۔ اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سرخرو ہو کر جاؤ۔ تمہارے خیر خواہ فقط یہی علماء کرام ہیں جو تمہیں محض تمہاری بھلائی کی خاطر سیدھا راستہ سمجھا رہے ہیں۔ تم ان کی توہین بھی کرتے ہو۔ پھر بھی وہ تمہاری خیر خواہی سے باز نہیں آتے

ورنہ یاد رکھو

اگر تم نے حق پرست علماء کرام کی آواز حق پر لبیک نہ کہی تو وہ دن آنے والا ہے

جہنم کا یہ نقشہ ہے۔ الم تکن
آیاتی تتلی علیکم فکنتم بہا تکذ
قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا
قوما ضالین ۝ ربنا اخرجنا
فان عدنا فانا ظالمون ۝ قال ا
فیہا ولا تکلمون ۝) سورۃ المومنون
پارہ ۱۸ ترجمہ۔ کیا تمہیں
آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم
جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے
ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی
ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے
اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بے
ظالم ہونگے۔ فرمائیگا۔ اس میں (دوزخ میں)
ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو

اے قرآن مجید کی مخالفت کرنے

اس مخالفت اور بے دینی کا انجا
ہوگا۔ اگر تم میں عقل ہے تو سوچ لو
کدھر جا رہے ہو اور اس کا انجام کیا ہ

وما علینا الا البلاغ

دار العلوم تعلیم القرآن

راولپنڈی کا اٹھارہواں سالانہ جلسہ

۲۹-۳۰-۳۱ مارچ ۱۹۵۷ء

بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار۔ زیر سرپرستی

حضرت العلامہ الشیخ المحدث مولانا نصیر الدین

غورغشتوی ہو رہا ہے۔

جس میں مقتدر علماء کرام انشاء اللہ شرکت فرمائیں گے۔ مسلمانان مغربی سے درخواست ہے کہ وہ جلسہ میں تشریف لاکر علماء کرام کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوکر ثواب دارین حاصل کریں۔

ناظم نشر و اشاعت محمود الحسن صاحب اختر

اطلاع

حضرت مولینا احمد علی صاحب ۳۰ مارچ کو لاہور میں تشریف فرما نہ ہوں گے ملاقات کے لئے باہر سے تشریف لانے والے حضرات نوٹ فرما لیں۔

(ناظم)

مجلس ذکر

منعقدہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولٰینا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں ۔ کہ یہ اجتماع اصلاح حال کے لئے ہوا کرتا ہے ۔ اصلاح قال تو کتاب و سنت کی تعلیم سے ہو جاتی ہے ۔ لیکن اللہ تعالٰے کے ہاں وہ مقبول ہیں جن کی اصلاح حال ہو جائے ۔ شاعروں کے متعلق اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے ۔ وَ یَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا یَفۡعَلُوۡنَ۝ (سورہ الشعراء رکوع ۱۱ پ ۱۹) (ترجمہ ۔ اور وہ کہتے ہیں جو وہ نہیں کرتے) اس میں اصلاح حال کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ۔ علم تھوڑا بھی ہو مگر اس پر عمل ہو تو یہ علم فائدہ مند ہے ۔ یہود کے علماء کے متعلق اللہ تعالٰے فرماتے ہیں ۔ مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا ط الایہ ۔ (سورہ الجمعہ رکوع ۱ پ ۲۸) (ترجمہ ۔ ان لوگوں کی مثال جنہیں توراۃ اٹھوائی گئی تھی ۔ پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا گدھے کی سی مثال ہے ۔ جو کتابیں اٹھاتا ہے) گدھے پر دفتر لاد دیئے جائیں تو وہ عالم نہیں ہو جاتا ۔ عالم بے عمل کو گدھے سے تشبیہ دے رہے ہیں ۔ جس کی پیٹھ پر کتابیں لدی ہوئی ہوں ۔ اصلاح قال کے ساتھ اصلاح حال کی بھی ضرورت ہے ۔ جتنی اصلاح حال ہوگی اتنا ہی انسان مقبول بارگاہ الٰہی ہوگا ۔ اسی چیز کی طرف ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس شعر میں اشارہ فرمایا ہے ۔ ع

قلندر جز دو حرف لا الٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

عمل نہ ہو تو علم بے کار ہے ۔ اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو اصلاح حال کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین

اصلاح حال کے لئے ان لوگوں کی صحبت ضروری ہے ۔ جن کی اپنی اصلاح حال ہو چکی ہو ۔ اسی لیئے اللہ تعالٰے نے انکی صحبت اختیار کرنے کا ہمیں حکم دیا ہے واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینٰک عنھم ترید زینۃ الحیٰوۃ الدنیا الایۃ (سورہ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵) (ترجمہ ۔ اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں ۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے ۔)

یہ وہ حضرات ہیں جن کو فقط اللہ کی رضاء مطلوب محبوب اور مقصود ہے ۔ ان کے مقابلہ میں وہ لوگ ہیں ۔ جن کو دنیا مقصود ہے ۔ ان کا ذکر اس آیت میں فرماتے ہیں ۔

من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہٗ فیھا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جھنم یصلٰھا مذموما مدحورا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پ ۱۵) (ترجمہ ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سردست دنیا میں سے بھی جس قدر اور جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں ۔ پھر ہم نے اس کے لیئے جہنم تیار کر رکھی ہے ۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا ۔)

جس طرح بھوک کے لئے کھانا کھانا ۔ پیاس کے لیئے پانی پینا ۔ سردی گرمی سے بچنے کے لیئے کپڑے پہننا ۔ سر چھپانے کے لیئے مکان بنانا انسان کی فطرۃ ہے ۔ اسی طرح انسان کی یہ بھی فطرۃ ہے کہ یہ صحبت کا رنگ لیتا ہے ۔ بے دینوں کی صحبت میں رہ کر اچھے خاصے دیندار بے دین ہو جاتے ہیں ۔ بلکہ گالیاں بھی سیکھ جاتے ہیں ۔ انسان جو کچھ بننا چاہتا ہے ۔ اس فن کے امام (جس کو آپ اکسپرٹ کہتے ہیں) کی صحبت اختیار کرنے سے یہ اس فن میں کامل ہو جائے گا عالم اور بی اے اسی طرح بنتے ہیں ۔ اللہ تعالٰی چونکہ انسان کی فطرۃ سے واقف ہیں ۔ اس لیئے اس نے واصبر نفسک الایہ کا حکم دیا ہے ۔ ع

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

آپ جس کامل کی صحبت میں بیٹھے وہی ہیں ۔ آپ میں سے کوئی طبیب ۔ کوئی عالم کوئی بی اے ۔ اسی طرح بنے ہیں ۔ اگر آپ قال اللہ و قال الرسولؐ کا رنگ چڑھانا چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ان دونوں علموں کے کاملین کی صحبت میں پہنچایئے ۔ میرا ایک چھوٹا سا نواسہ ہے وہ چونکہ گھر میں سب کو تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھتا ہے ۔ اس لیئے وہ بھی تسبیح مانگتا ہے ۔ آج کا عنوان ہے :۔

رضائے الٰہی کا بلند مقام

حصول رضائے مولا کو مقصود بالذات بنانا یہ بہت اونچا مقام ہے ۔ آج اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو اس کو پیش نظر رکھنے اور اس کی طرف قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین ۔

رضائے الٰہی کے اونچے درجے کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا ہے ۔ وعد اللہ المؤمنین والمؤمنٰت جنٰت تجری من تحتھا الانھر خٰلدین فیھا ومسٰکن طیبۃ فی جنٰت عدن ط ورضوان من اللہ اکبر ط ذٰلک ھو الفوز العظیم (سورہ التوبہ رکوع ۹ پ ۱۰) (ترجمہ :۔ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے ۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے ۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے ۔)

دنیا میں اکثر انسان اور اور کی رٹ لگاتے رہتے ہیں ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے ۔ یَوۡمَ نَقُوۡلُ لِجَہَنَّمَ ہَلِ امۡتَلَاۡتِ وَ تَقُوۡلُ ہَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدٍ (سورہ ق رکوع ۳ پ ۲۶) (ترجمہ :۔ جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو بھر چکی اور وہ کہیگی کیا کچھ اور بھی ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰے کی مراد کے شارح ہیں ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالٰے دوزخ کے منہ پر اپنا پاؤں مبارک رکھیں گے تو وہ کہیگی قط قط (بس ۔ بس) اللہ تعالٰے کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کا جہاں ذکر آئے ۔ اس کے متعلق اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے ۔ مومن

کما جاء ولا نسئل عن کیفیتہٖ (جس طرح کتاب وسنت میں ذکر آیا ہے ہم اس پہ ایمان لاتے ہیں اور اس کی کیفیت کے متعلق سوال نہیں کرتے)

میں کہا کرتا ہوں کہ انسان کا پیٹ بھی ایک طرح کا دوزخ ہے۔ یہ بھی ہل من مزید کی رٹ لگاتا رہتا ہے۔ ۱۵/ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی تو بھی بسر اوقات ہو رہی تھی۔ اسی طرح تنخواہ ۶۵/ روپیہ سے بڑھتے بڑھتے ۱۵۰ روپیہ ہو گئی۔ مگر اور اور ہوتی رہی۔ یہ وہی دوزخ والا قصہ ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ کہ انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا نام آ جائے تو پھر پیٹ کا دوزخ بھر جاتا ہے۔

پھر ۶۵/ روپیہ ماہوار تنخواہ ہو گئی تو بھی اور کی رٹ لگ رہی تھی

حضور کا ارشاد ہے کہ وہ شخص فلاح پا گیا جس کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ ۱۔ ایمان۔ ۲۔ رزق کفاف۔ ۳۔ رزق کفاف پر قناعت۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ رضائے الٰہی کا بلند مقام ہمارے پیش نظر رہنا چاہیئے۔ جس طرح بچہ ابھی پرائمری میں پڑھ رہا ہے۔ لیکن والدین کے پیش نظر ہے کہ اس کو ایم اے کرانا ہے۔ اس بلند مقام کا ذکر اس حدیث میں بھی آتا ہے۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقول لاھل الجنۃ یا اھل الجنۃ فیقولون لبیک ربنا وسعدیک والخیر کلہ فی یدیک فیقول ھل رضیتم فیقولون وما لنا لا نرضیٰ یا رب فقد اعطیتنا مالم تعط احدًا من خلقک فیقول الا اعطیکم افضل من ذالک فیقولون یا رب وای شیٔ افضل من ذالک فیقول احل علیکم رضوانی فلا اسخط علیکم بعدہٗ ابدًا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خداوند تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا۔ اے جنتیو! وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم حاضر ہیں۔ تیری خدمت میں موجود ہیں اور بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے خداوند تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تم راضی اور خوش ہو؟ وہ کہیں گے اے پروردگار! ہم کیونکر راضی اور خوش نہ ہوں۔ تم نے ہم کو اس قدر دیا ہے کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا خداوند تعالےٰ فرمائیگا۔ کیا میں ان سب چیزوں سے بہتر ایک چیز اور تم کو عطا کر دوں؟ وہ کہیں گے اے پروردگار! ان چیزوں سے بہتر اور کون سی چیز ہوگی۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا میں تم کو اپنی خوشنودی عطا کروں گا۔ اور اس کے بعد پھر تم سے کبھی ناخوش نہ ہونگا۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو رضوان من اللہ اکبر والا بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ جو جس چیز کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو وہی چیز عطا فرما دیتے ہیں ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت اولئک ھم خیر البریۃ ۞ جزاؤھم عند ربھم جنٰت عدن تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدًا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ط الاٰیۃ (سورۃ البینۃ پ۳۰) (ترجمہ) :۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے)

ایمان اور عمل صالحہ کی توفیق ہوئی تو خیرالبریہ کا خطاب ملا۔ خیرالبریہ کا بدلہ جنت ملا۔ جس میں سدا رہیں گے اور پھر رضائے الٰہی کا بلند مقام عطا ہوا۔ رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہر فعل پہ صاد کرنے اور اس سے ہر وقت راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔ جب بندہ اللہ تعالےٰ سے ہر حال میں راضی ہوگا۔ تو اللہ تعالےٰ اس سے کیوں نہ راضی ہوگا۔ یہ بہت اونچا مقام ہے۔

انسان شکی مزاج ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بیٹا عطا فرمایا تو باجے بجاتا ہے۔ خوشیاں مناتا ہے۔ نہ خدا یاد ہے۔ نہ شریعت کا لحاظ ہے۔ اگر ۴ فٹ کا بیٹا مر گیا تو آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرٰت ط وبشر الصٰبرین ۞ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ ۞ قالوا انا للہ وانا الیہ رٰجعون ۞ (سورۃ البقرہ ع۱۹ پ۲) (ترجمہ) :۔ اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم تو اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔)

مُرغی کھڑی رہ جاتی ہے اور ہم اس کے بچے کھا جاتے ہیں۔ کبھی بچے کھڑے رہ جاتے ہیں اور مُرغی کو ہم ذبح کر کے کھا جاتے ہیں۔ کوئی روکے تو اس کو جواب دیتے ہیں کہ میری تھی تم کو کیا حق ہے روکنے کا۔ کیا اللہ تعالےٰ کو حق نہ تھا کہ جب چاہے بیٹا دے اور جب چاہے لے جائے؟ جس طرح ہمیں اپنی مملوکہ چیزوں میں تصرف کرنے کا پورا حق ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ ہر چیز کا مالک ہونے کی وجہ سے اس میں جو تصرف چاہے کرے اس کو پورا حق ہے۔ ہمیں ہر حال میں راضی بقضا رہنا چاہیئے۔

اللہ والے فرمایا کرتے ہیں طالب الدنیا مؤنث طالب العقبیٰ مخنث و طالب المولیٰ مذکر۔ عورت زیب و زینت کو فطرتاً پسند کرتی ہے۔ جو کوٹھی موٹر وغیرہ کو مقصود بالذات بناتے ہیں وہ شکل میں مرد ہیں اور حقیقت میں داڑھی والی عورتیں ہیں۔ جو جنت کی نعمتوں کے طالب ہیں۔ وہ بھی صحیح معنوں میں مرد نہیں ہیں۔ وہ مخنث ہیں۔ حقیقی مرد وہ ہیں جو مولا کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ بعض اولیاء اللہ فرماتے ہیں ہمیں جنت کی طمع نہیں اور دوزخ کا ڈر نہیں۔ ہم تو صرف اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بہت اونچا مقام ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اسے پیش نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

اس مقام پہ پہنچنا ہے مشکل۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو اللہ والوں کی صحبت میں یہ حاصل ہو جاتا ہے اس میں آزمائشیں بھی آتی ہیں۔ وہ مالک ہے اس کو حق ہے کہ اپنی مملوکہ چیزوں میں جو چاہے تصرّف کرے۔

محمد خاں صاحب بلوچ ایک بزرگ تھے۔ کسی دوسرے بزرگ کے مجاز بھی تھے۔ ان کا پندرہ سولہ سالہ بیٹا بیمار رہا اور فوت ہو گیا۔ اس کے اوپر چادر ڈال سرہانے بیٹھے کچھ پڑھتے رہے۔ جو پوچھا اس سے فرما دیتے اب آرام آ گیا ہے صبح کی نماز پڑھ کر جماعت کو اطلاع دی کہ بیٹا مر گیا ہے۔ اس کے کفن دفن تیاری کی جائے۔ اللہ والے سمجھتے ہیں کہ جو محبوب کی طرف سے آئے وہ ٹھیک ہے۔ کوئی بوڑھا بھی مر جائے تو دنیا دل میں خوش ہوتے ہیں کہ اچھا ہوا مر گیا۔ لیکن تصنع سے روتے ہیں۔ بیٹا پیدا ہوا تو خوشیاں منائی جاتی ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

حضرت علی مرتضیٰ

از مولانا احمد صاحب ایم اے - فاضل دیوبند لکھنؤ (انڈیا)-

مد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علے
ید المرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ
معین ـ پیغمبرؐ اسلام نے کتاب و
ت کی تعلیم سے جن حضرات کا تزکیہ نفس
ـ ان میں حضرت علی رضؓ کی شخصیت
ہ نظر آتی ہے۔ جس سے اندازہ ہوسکتا
۔ کہ وہ شجر جس کا ثمر ایسا ہو۔ کس شان
ہوگا۔ کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا
ا ہے۔ ہر مسلمان کہلانے والے کو شجر
ام کا ثمر قرار دے کہ اسلام کو بدنام کرنا
ا ہے۔ اسلام کے پھل وہ لوگ ہیں۔
اس کی تعلیم پر عمل کریں۔

ول اسلام

حضرت علی بن ابیطالبؓ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم کے عمّ زاد بھائی تھے۔ بعثت سے
برس پہلے پیدا ہوئے۔ ابو طالب کے
س کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
انؓ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی تھی۔
ذا آپ جسمانی اور روحانی دونوں حیثیتوں
ـ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ
ۃ۔ بچوں میں آپ سب سے پہلے مشرف
سلام ہوئے۔ بعض روائیتوں کے مطابق
رت خدیجہؓ کے بعد آپ سب سے پہلے
ن لائے۔ اسلام قبول کرتے ہی آپ
ـ کے خادم اور داعی بن گئے۔ چنانچہ
ـ نبوّت کے چوتھے سال آیت و انذر
یرتک الاقربین نازل ہوئی ـ تو
ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے
جب آپ نے ضیافت کا انتظام کرکے
ہاشم کو مدعو کیا ـ کھانے کے بعد رسول اللہ
اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں دنیا
ـ آخرت کی فلاح و بہبودی کا پیغام
ہوں ـ اس کی اشاعت میں کون میرا
ھ دیتا ہے۔ سب خاموش رہے ـ صرف
رت علیؓ نے لبیک کہا ـ رسول اللہ صلی اللہ
وسلم نے یہ مطالبہ تین دفعہ کیا ـ لیکن
رت علیؓ کے سوا کسی نے جواب نہ دیا

ہجرت

بعثت کے تیرھویں سال ہجرت کا حکم
ہوا۔ بہت سے صحابہؓ مدینہ چلے گئے۔
کفار کو یقین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بھی ہجرت کریں گے اور پھر طاقت حاصل
کرکے ان پر غالب آنے کی کوشش کرینگے
اس لئے اُنھوں نے طے کیا کہ رات کو آپ
کے مکان کا محاصرہ کر لیں ـ تاکہ جیسے ہی
آپ باہر تشریف لائیں۔ آپ پر حملہ کر
دیں ـ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت
علیؓ کو بستر اطہر پر لٹا دیا اور حضرت
ابوبکرؓ کو لے کر مدینہ کی جانب روانہ
ہو گئے۔ یہ حضرت علیؓ کی جان نثاری
کا زریں کارنامہ تھا۔ کیونکہ اس وقت آپ
موت کے منہ میں تھے۔ کفار تلواریں لئے
ہوئے مکان کو گھیرے ہوئے تھے ـ اور
اس دھوکے میں تھے کہ رسول اللہؐ بستر
پر تشریف فرما ہیں۔ صبح کو ان کی غلط فہمی
رفع ہوئی ـ تین دن بعد حضرت علیؓ نے
بھی ہجرت کی۔

مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مہاجرین اور انصار میں مواخات یعنی
برادری قائم کی ـ ہر مہاجر کو کسی انصاری
کا بھائی قرار دیا ـ لیکن حضرت علیؓ
کو کسی کا بھائی نہ بنایا۔ حضرت علیؓ نے
اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا۔" انت
اخی فی الدنیا والاخرۃ (تم دنیا اور
آخرۃ میں میرے بھائی ہو)

غزوۂ بدر

مدنی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کفار مکّہ سے کئی مدافعانہ لڑائیاں
لڑنی پڑیں ـ حضرت علیؓ نے ان سب میں
نمایاں حصہ لیا۔ شجاعت میں آپ بے نظیر
تھے اور اس لئے اسداللہ یا شیر خدا کہلاتے
ہیں ـ پہلا غزوہ ۲ھ میں بدر کے قریب
ہوا۔ مسلمانوں کے دو عَلَم تھے ـ جن میں ایک
حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا ـ جنگ
شروع ہوئی تو حیدر کرار نے تلوار کے
ایک ایک وار میں کفار کے ایک ایک سردار
کو فی النار کر دیا اور ان کی صفیں منتشر
کر دیں ـ آخر مسلمان فتحیاب ہوئے ـ اور
بہت سے قیدی اور مال غنیمت لے کر
مدینہ واپس آئے۔

نکاح

اس کے بعد حضرت فاطمہؓ سے حضرت
علیؓ کا نکاح ہوا۔ جہیز میں آپ کو
ایک چارپائی ـ ایک بستر ـ دو چکیاں اور
ایک مشکیزہ ملا۔ آج کل کے مسلمانوں کو
جو نام و نمود یا خلاف شرع رسوم کے لئے
قرض لے کر یا اسراف کرکے شادی کو
خانہ بربادی کا مرادف بنا دیتے ہیں ـ
اس سادی شادی سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

دُوسرے غزوات

مشرکین مکّہ نے بدر کی شکست کا انتقام
لینے کے لئے دوسرے سال ۳ھ میں پھر
لشکر کشی کی ـ کوہ احد کے نزدیک معرکہ ہوا
ابتداء میں مسلمانوں کا پلّہ بھاری رہا۔ لیکن
بعد میں تیر اندازوں نے غلطی سے اپنی جگہ
چھوڑ دی ـ غنیم نے موقع پا کر عقب سے حملہ
کرکے کئی مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مجروح ہوئے ـ اس غزوہ
میں حضرت علیؓ نے مردانگی کا حق ادا کیا
اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر دشمن
کی بڑی بڑی جماعتوں کے مقابلہ میں سینہ سپر
ہو گئے۔ جنگ کے بعد آپ اور حضرت فاطمہؓ
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمار داری
کی۔

اس کے بعد بنو نضیر ـ خندق ـ بنو قریظہ
اور بنو سعد اور خیبر کے غزوات ہوئے ـ جن
میں حضرت علیؓ نے اپنی بے مثل شجاعت
کے جوہر دکھائے ـ اکثر معرکوں میں آپ علمبردار
رہے ـ فتح خیبر آپ کا مایہ ناز جنگی کارنامہ
تھا۔ یہ یہودیوں کا مرکز تھا۔ جس میں متعدد
مستحکم قلعے تھے ـ اس کی تسخیر کے لئے کئی مہمیں
بھیجی گئیں ـ لیکن ناکام رہیں ـ آخر حضرت
علیؓ نے اس کو فتح کر لیا۔ جس کی وجہ
سے آپ کو خیبر شکن کہا جاتا ہے۔

تبلیغ اسلام

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت علیؓ کو اشاعت اسلام کے لئے
یمن بھیجا اور دُعا کی "یا اللہ ـ اس کا سینہ
کھول دے ـ اس کے دل کو روشن کر ـ اس
کی زبان کو موثر بنا" اپنے دست مبارک
سے ان کے سر پر عمامہ باندھا اور عَلَم دے
کر رخصت کیا ـ ان کی تبلیغ سے قبیلہ ہمدان
مسلمان ہو گیا۔

خلافت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے بعد حضرت علیؓ خلفائے ثلاثہ کو اپنی رائے اور مشورہ سے مستفید کرتے رہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ مسند آرائے خلافت ہوئے۔ لیکن امیر معاویہ نے آپ کی بیعت نہیں کی۔ اور شام و افریقہ میں ایک آزاد سلطنت قائم کر لی۔ اس طرح دنیائے اسلام کی وحدت باقی نہ رہی اور خانہ جنگی اور بغاوتوں کی وجہ سے فتوحات کا سلسلہ رُک گیا۔

پریشاں شود کار ملک از دو شاہ

حضرت علیؓ کی حکومت بھی خالص اسلامی تھی اور کیوں نہ ہوتی۔ وہ بچپن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیض میں تعلیم و تربیت پا کر اور سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہ کر آپؐ کے اسوہ حسنہ کے نمائندے بن گئے تھے۔ زہد۔ صداقت۔ امانت۔ دیانت قناعت۔ عبادت۔ عدالت۔ شجاعت۔ مروت کے لحاظ سے خلق رسول امینؐ کے نمونہ تھے۔ قرآن کے حافظ تھے اور اس کے مطالب و معارف پر عبور رکھتے تھے۔ حبرالامت حضرت عبداللہ بن عباسؓ تفسیر میں آپ کے بھی شاگرد تھے۔ فقہ۔ اجتہاد اور قضا میں شاید ہی کوئی آپ کا ہمسر ہو۔ اکابر صحابہؓ جن میں حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ بھی شامل تھے۔ آپ کے اس کمال کے معترف تھے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے "اقضانا علیؓ" (ہم میں مقدمہ کے فیصلہ کرنے کے سب سے زیادہ اہل علیؓ ہیں) ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک مجنونہ پر حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ مجنون پر حد جاری کرنی جائز نہیں۔ کیونکہ وہ شرعی احکام کا مکلف نہیں ہوتا۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے اتفاق کیا۔ اور اپنی رائے واپس لے لی حضرت عمر ہر اہم دینی اور سیاسی معاملہ میں ان سے مشورہ کرتے تھے اور بسا اوقات ان کی رائے کو ترجیح دیتے تھے اور "لولا علی لھلک عمر" (اگر علی نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا) کہہ کر ان کی اصابت رائے کی داد دیتے تھے۔ یہ حضرت عمرؓ کی حق پسندی راست گوئی اور وسعت قلبی کی بین دلیل ہے تعجب ہے کہ ان واقعات کے باوجود ایک گروہ حضرت عمرؓ کو حضرت علیؓ کا دشمن قرار دیتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی مشورہ میں حضرت علیؓ کو خاص اہمیت دیتے تھے۔

عدل

حضرت علیؓ نے قاضیوں کو تاکید کے ساتھ ہدایت کر دی تھی کہ کسی معاملہ میں صرف ایک فریق کا بیان سننے پر اکتفا نہ کرو بلکہ دونوں فریقوں کا بیان سن کر فیصلہ دو۔

حضرت علیؓ عدل و مساوات کے حامی تھے۔ آپ کی ایک ڈھال کھوئی گئی۔ جسے آپ نے ایک یہودی کے پاس دیکھ کر قاضی کی عدالت میں دعوےٰ کر دیا۔ قاضی نے آپ کو مدعی اور یہودی کو مدعا علیہ کی حیثیت سے طلب کیا۔ جب دونوں عدالت میں حاضر ہوئے تو آپ کو کوئی امتیازی جگہ نہیں دی گئی۔ بلکہ مدعا علیہ کے برابر کھڑا کیا گیا۔ جب مقدمہ کی سماعت ہوئی تو قاضی نے آپ سے پوچھا کہ "آپ کے پاس کوئی گواہ ہے"؟ آپ نے فرمایا کہ "میرا بیٹا اور غلام گواہ ہیں"۔ قاضی نے جواب دیا۔ "میں کسی کے حق میں اس کے بیٹے یا غلام کی شہادت قبول نہیں کیا کرتا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اور وہ سچے ہیں۔ لیکن میں صرف اپنے ذاتی علم کی بنا پر فیصلہ نہیں دے سکتا۔ اور آپ کو بھی قانون سے مستثنےٰ نہیں کرتا۔ اس لئے آپ کا دعوےٰ خارج کرتا ہوں"۔ حضرت علیؓ اس فیصلہ سے خوش ہوئے۔

یہودی یہ فیصلہ سن کر دنگ رہ گیا اور بولا کہ مجھے اس بات کا تصور بھی نہ تھا کہ قاضی خلیفہ وقت کے خلاف میرے حق میں فیصلہ دے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ ڈھال امیرالمومنین ہی کی ہے اور میں نے چُرائی ہے۔ اب میں اسے واپس کرتا ہوں اور چوری سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں۔ کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ جس دین کا نتیجہ یہ انصاف ہو۔ وہ ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

کچھ تعجب نہیں اگر آپ کے عہد میں اہل ایران نوشیروان کو بھول گئے۔ دراصل یہ حضرات شجر اسلام کے ثمر تھے۔ جس کی شیرینی کو چکھ کر لوگوں نے اس شجر کی حقیقت پہچانی۔ اسلام "تلوار" سے نہیں بلکہ اس خلق عظیم سے پھیلا۔ جس کے معلم رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور متعلم یہ حضرات تھے۔ کاش مسلمان ان کے نقش قدم پر چلیں۔ اور اسلام کے عملی نمونے بن کر غیروں کے سامنے آئیں اور ثابت کریں کہ یہ ایک سدا بہار درخت ہے جس میں اب بھی ویسے ہی پھل لگتے ہیں۔ جیسے قرون اولیٰ میں لگتے تھے۔

آپ کی بے نفسی اور اخلاص کا اند[ازہ] اس مشہور واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ جہاد میں آپ نے دشمن کو پچھاڑ لیا ا[ور] قتل کرنا چاہا تو اس نے یہ سمجھ کر کہ اب میں مرنے والا ہوں۔ آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا۔ آپ کی جگہ کوئی اور ہو[تا] تو مشتعل ہو کر اسے بڑے عذاب اور ذلت کے ساتھ ہلاک کرتا۔ لیکن آپ نے ہا[تھ] روک لیا اور علیحدہ ہو گئے۔ اس نے حیرت سے پوچھا کہ آپ نے مجھے قتل کیوں نہیں کیا۔ حالانکہ اب آپ کو مجھ پر پہلے سے زیادہ غصہ آنا چاہیئے تھا؟ آپ نے فر[مایا] کہ اسی لئے میں الگ ہو گیا ہوں۔ تم سے میری لڑائی اپنے نفس کے لئے نہ[تھی] بلکہ حق کے لئے تھی۔ جب تو نے میر[ے] منہ پر تھوک دیا تو اس جنگ کی نوعیت بدل گئی۔ کیونکہ اس میں نفس کا شائ[بہ] آ گیا۔ اب میرا تجھ کو قتل کرنا حق کے لئے نہیں۔ بلکہ نفس کے لئے سمجھا جائیگا سبحان اللہ! یہ حضرات بے نفسی۔ اخلاص للہیت کے پیکر تھے۔ رضی اللہ عنہم۔ یہ عم[ل] تھا اس حدیث پر کہ دوستی اور دشمنی دو[نوں] اللہ ہی کے لئے ہونی چاہئیں۔ کامل مو[من] وہی ہے جس کا ہر کام اللہ کے لئے ہو

دو مسافر راہ میں کھانے کے لئے بیٹ[ھے] ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پا[س] تین روٹیاں تھیں۔ ایک تیسرا مسافر بھ[ی] شامل ہو گیا۔ اس کے پاس کھانا نہیں [تھا] تینوں نے مل کر کھایا۔ اس کے بعد وہ دونوں کو اپنے حصہ کھانے کی قیمت آٹھ در[ہم] دے کر چلا گیا۔ پانچ روٹی والے نے روٹ[یوں] کی تعداد کے حساب سے پانچ درم خود [لئے] اور باقی تین درم اپنے ساتھی کو پیش [کئے] لیکن وہ راضی نہ ہوا اور بولا کہ میں نص[ف] یعنی چار درم کا حقدار ہوں۔ کیونکہ ساتھ [کھانے] کی وجہ سے سب کا حصہ برابر ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ آپ نے فیص[لہ] کیا کہ پانچ روٹی والے کو سات درم او[ر] تین روٹی والے کو ایک درم ملنا چاہیئے اس پر ان دونوں کو تعجب ہوا۔ آپ نے تشریح کی کہ تین آدمیوں نے مل کر آٹ[ھ] روٹیاں کھائیں۔ لہذا تینوں کا حصہ برا[بر] سمجھا جائے گا۔ تم میں سے ایک کی پانچ [اور] دوسرے کی تین روٹیاں تھیں۔ پانچ روٹیو[ں کو] تین آدمیوں میں تقسیم کیا جائے تو پند[رہ] ٹکڑے اور اسی طرح تین روٹیوں کے [نو] ٹکڑے ہوئے اور کل چوبیس ٹکڑے ہو[ئے]

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

محبّت رسول ایمان کا جزوِ لاینفک ہے

از جناب ایم۔ عبد الرحمٰن صاحب (لودھیانوی) بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ

واقسموا باللّٰہ جھد ایمانھم لئن امرتھم لیخرجن قل لا تقسموا طاعۃ معروفۃ ط ان اللّٰہ خبیر بما تعملون ہ پ۱۸-ع ۱۳ ترجمہ

اور قسمیں کھاتے ہیں پکی اللہ کی۔ کہ اگر تو ان کو جہاد وغیرہ میں نکلنے کا حکم کرے گا تو وہ ضرور نکلیں گے۔ سو کہدے اے رسول! کہ بہت قسمیں نہ کھاؤ۔ بلکہ اصل چیز دستور کے موافق اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

پیغمبروں کو اسی لئے مبعوث کیا گیا کہ اُن کی اطاعت کی جائے

حضرات! مذکورہ بالا تفصیلات سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ محبت رسول کے معنی بجز اطاعت رسول کے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ باری تعالیٰ عزاسمہ فرماتے ہیں۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ پ۵-ع ۶

ترجمہ:۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی پیغمبر مگر اس واسطے کہ فرمانبرداری کیا جائے ساتھ حکم اللہ کے۔

یعنی ہم نے تمام پیغمبروں کو اسی واسطے مبعوث کیا ہے کہ بحکم خداوندی ان کی اطاعت کی جائے۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ پ۵-ع۶-

پس قسم ہے تیرے پروردگار کی ۔ وہ مومن نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ تجھ ہی کو منصف جانیں اس جھگڑے میں جو اُن میں اُٹھے۔ پھر نہ پائیں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔

اے رسول! ہم کو اپنی قسم ہے۔ کہ جب تک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصل نہ کرائیں اور تمہارے اس فیصلہ سے کسی طرح دلگیر نہ ہوں۔ بلکہ دل و زبان سے پورا پورا تسلیم کریں۔ جب تک یہ نہ کریں اُس وقت تک ایماندار نہ ہوں گے۔ منافق لوگ کس بیہودہ خیال میں ہیں۔ اور کیسے بیہودہ حیلوں سے اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں ان کو خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب تک یہ لوگ تم کو اے رسول اپنے تمام چھوٹے بڑے مالی جانی نزاعات میں منصف اور حاکم نہ جان لینگے۔ تمہارے فیصلہ اور حکم سے اُن کے جی میں کچھ تنگی اور ناخوشی نہ آنے پائے۔ اور تمہارے ہر ایک حکم کو خوشی کے ساتھ دل سے قبول نہ کر لیں گے۔ اس وقت تک ہرگز ان کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا۔ اب جو کرنا ہو سوچ سمجھ کر کریں۔

حضرات! چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کریم کی تابعداری و پیروی کو اپنی تابعداری و پیروی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ پ۵ ع ۸ —— جس نے اطاعت کی رسول کی۔ اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

اس لئے آپ کی تابعداری یعنی آپ کی شریعت پر چلنا فرض ہُوا اور فرض بھی ایسا کہ تمام فرائض و واجبات کا قبول ہونا آپ کی اتباع پر منحصر ہے۔ اگر کوئی شخص آپ کی تابعداری و اطاعت سے ہٹ کر کسی طرح کی کتنی ہی عبادت و ریاضت کرے جناب الٰہی میں ہرگز ہرگز قابلِ قبول نہیں جبھی تو حضور کا یہ ارشاد ہے :۔ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (ترجمہ) "جو شخص میری سُنّت پر نہ چلے وہ مجھ سے کوئی تعلّق نہیں رکھتا۔"

یعنی جو شخص میرے طریقہ کے خلاف چلے۔ اس کا میرے ساتھ کوئی تعلّق نہیں یا یوں سمجھو کہ وہ میرا اُمتی نہیں ہے۔ پس قرب الٰہی کا راستہ رسول اللہ کے اسوہ حسنہ کی پیروی ہے۔ کیوں نہ کہا جائے کہ کہ آپ کی محبّت و اطاعت کلید جنت اور دارین کی فلاح و بہبودی کی بہترین سبیل ہے۔

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اللہ تعالےٰ جس رسول کو اپنے بندوں کی طرف بھیجتا ہے۔ سو اسی غرض سے بھیجتا ہے کہ اللہ کے حکم کے موافق بندے اُن کے کہنے کو مانیں تو اب ضرور تھا۔ کہ مکہ کے لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو بلاتامل پہلے ہی دل و جان سے تسلیم کرتے اور اگر گناہ اور بُرائی کرنے کے بعد بھی متنبّہ ہو جاتے۔ اور اللہ سے معافی چاہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کی معافی کے لئے دعا کرتے تو پھر بھی حق تعالیٰ اُن کی توبہ قبول فرما لیتا۔ مگر انہوں نے تو یہ غضب کیا۔ کہ اوّل تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے جو بجنسہ اللہ تعالےٰ کا حکم تھا۔ ہٹے اور بچے۔ پھر جب اُس کا وبال ان پر پڑا تو اب بھی متنبّہ اور تائب نہ ہوئے۔ بلکہ جھوٹی قسمیں کھانے لگے۔ اور تاویلیں گھڑنے لگے۔ پھر ایسوں کی مغفرت ہو تو کیونکر ہو؟

نہیں (نہیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لو) تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے ۔ جب تک آپ کو اپنے معاملات و مشاجرات میں حکم نہ تسلیم کریں اور پھر حکم تسلیم کرنا ہی کافی نہیں۔ بلکہ آپ کے فیصلوں سے دل میں تنگی محسوس نہ کریں۔ اور ساتھ ہی پورے طور پر اپنے آپ کو سپرد کر دیں۔

دیکھئے غور فرمایئے۔ پہلے اس تاکید کو ملحوظ خاطر رکھئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے رسول کا اطاعت گزار بنانے کے لئے کس مؤکّد طریق پر فرمان کر رہے ہیں کہ سب سے پہلے قسم کھا لیتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں۔ تمہارے رب کی قسم (یعنی مجھے اپنی ذات کی قسم ہے) کہ لوگ اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتے۔ جبتک اپنے معاملات جھگڑوں میں، فسادات و اختلافات میں آپ کی ذات اقدس کی حیثیّت نہ تسلیم کر لیں کہ آپ اُن کے حَکم فیصلہ کرنے والے، معاملات چکانے والے اور حاکم ہیں پھر آپ کو ایسا حاکم ماننا بھی بیکار ہے۔ کہ اس کے فیصلہ کو جبراً و قہراً تسلیم کر لیا جائے۔ بلکہ ایسا حاکم و حُکم تسلیم کریں کہ آپ کے فیصلہ پر نہ صرف یہ کہ چون و چرا نہ کریں۔ بلکہ اس فیصلہ سے (خواہ ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو) دلوں میں تنگی بھی محسوس نہ کریں۔ اور اس پر بات ختم نہیں

ہو جانی - بلکہ یہ بھی حکم ہے کہ وہ لوگ اپنے آپ کو پورے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالیں۔

رسول کو رسول مان لینا جزو ایمان ہے - کسی کو ان میں مجال انکار نہیں - وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے - خدا کے احکام بندوں کو پہنچاتا ہے - یہ بھی مسلّم ہے مگر افسوس اس کے بعد آج کل کے عقل کل یہ کہتے ہیں کہ رسول کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں - مگر کیا قرآن بھی اس کا ساتھ دیتا ہے ؟ قرآن کی آیت آپ کے سامنے ہے - ترجمہ بھی آپ نے پڑھ لیا ہے - اس میں کسی قسم کا الجھاؤ نہیں - صاف سیدھی بات ہے - قرآن رسول کریم اور آپ کی بات کی حیثیت متعین کرتا ہے - اور رسول کی بات کو ماننے کے سوا کسی کے ایمان کو قبول نہیں کرتا اور صرف مان لینا ہی کافی نہیں بتلاتا - بلکہ یہ کہتا ہے کہ رسول کی بات کو ایسی خوشدلی سے مانو کہ تمہارے دلوں میں تنگی بھی پیدا نہ ہو۔

للہ وہ حضرات بھی ذرا اس پر غور کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور احکام و قضایا اور سُنن کی کوئی بھی حیثیت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آپ کے فرمان ماننے کے دو درجے ہیں ...... پہلا درجہ حاکمیت کا ہے - دوسرا درجہ محبوبیت کا - اب دوسرے الفاظ میں اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ محبّت انتہائی ضروری چیز ہے اور محبّت جزو ایمان ہے - کیونکہ اگر محبت نہ ہوگی - اور آپ کے فیصلوں کو ہم بغیر دل تنگی کے تسلیم نہ کریں گے - تو ہم مومن نہیں ہو سکتے -

اطاعت رسول کا اجر و ثواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت و اطاعت کا اجر و ثواب اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ کہ آپ کی محبت و اطاعت اللہ کی محبّت و اطاعت ہے - جس نے آپ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی تابعداری کی وہ اللہ کا محبوب بن گیا - اللہ کا محبوب بن جانا کوئی معمولی سی بات نہیں - اس کی قدر و قیمت عاشقان الٰہی سے پوچھو - یہ اجر و ثواب اتنا بڑا ہے کہ اس کے مقابلہ میں ہفت اقلیم کی بادشاہی بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی - اللہ تبارکؐ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (پ۵ - ع ۶)

جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا - تو وہ جنت میں اُن مقبول بندوں کے ہمراہ ہوگا - جن پر اللہ تعالےٰ نے کامل انعام فرمایا ہے - یعنی نبیوں صدیقوں شہیدوں اور نیکوں کے ہمراہ -

محمد بن جریر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حق تعالےٰ نے اہل اطاعت کو خوشخبری سنائی ہے کہ تم جو ہر نماز میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہا کرتے تھے - تو ہم نے تمہاری دُعا قبول فرما لی اور تمہیں اہلِ انعام کی رفاقت نصیب کی اور اہل انعام اول انبیاء علیہ السلام ہیں - پھر صدیقین یعنی وہ لوگ جو ظاہراً و باطناً مخلص ہوتے ہیں اور احکام خدائے عزو جل اور کلام نبوت کی تصدیق کرنے میں درجۂ کمال پر ہوتے ہیں - پھر شہداء یعنی وہ لوگ جو راہِ خدا میں قتل ہوئے اور پھر صالحین یعنی وہ لوگ جو مقبولان حق ہیں اور ہر لمحہ رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہیں -

شان نزول - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے غلام ثوبان اور چند صحابہ نے ایک روز عرض کیا کہ دنیا میں تو جب ہمارا دل آپ کے دیکھنے کا مشتاق ہوتا ہے - تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کا دیدار کر لیتے ہیں - جنت میں تو آپ عالی مقام پر تشریف فرما ہوں گے - اور ہم لوگ اپنے اپنے درجوں پر ہوں گے - وہاں ہم لوگ آپ کو کیونکر دیکھ سکیں گے - اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی - جنت میں اوپر کے درجہ کے لوگ نیچے کے درجہ والوں سے اور نیچے کے درجہ والے اوپر کے درجہ والوں سے ملتے رہیں گے -

حضرات ! بتلایئے اطاعت رسول کا اجر و ثواب اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اہل طاعت کو ان مقبولان حق کی رفاقت و معیت نصیب ہوتی ہے - ہماری انتہائی بدبختی اور بد نصیبی ہوگی کہ اگر اب بھی ہم اسوہ رسول اللہ کی پیروی نہ کریں - اور رسمی طور پر آپ کے اُمتی بنے رہیں - کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اپنی زندگی کے تمام اعمال و حرکات و سکنات کو آپ کے اسوہ حسنہ کے مطابق بنائیں -

حضرات ! صحابہ کرام جو خاک سے اُٹھ کر افلاک پر جا پہنچے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ سے کچھ بن گئے تھے - اس کی کیا وجہ تھی اور یہ تغیّر و انقلاب ان میں کیسے رونما ہو گیا تھا ؟ اس کی وجہ محض یہ تھی کہ وہ صحیح معنوں میں رسول اللہؐ کے عاشق اور اُسوۂ رسولؐ کے پیرو تھے - ان کا ہر قدم اتباع شریعت میں اُٹھتا تھا - ان کی ہر بات کتاب و سُنّت کے مطابق ہوتی تھی - جس وقت صحابہ نے اپنے پیروں سے قیصر و کسریٰ کے تاجوں کو روندا - تو عیسائی سخت حیران تھے کہ آخر ان لوگوں میں یہ طاقت کہاں سے پیدا ہو گئی کہ یہ جس طرف رُخ کرتے ہیں - فتح و کامرانی ان کے استقبال کو آتی ہے - اس بات کو معلوم کرنے کے لئے ایک وفد مدینہ منورہ میں آیا - صحابہ کے حالات کو بنظر امعان دیکھا - بالآخر اُن کی ترقی کا راز معلوم کر ہی لیا - اور وہ محض اتباع رسول تھا وفد نے دیکھا کہ صحابہ کی یہ حالت ہے کہ ارشاد رسول کی دل و جان سے تعمیل کرتے ہیں - ہر وقت مستعد رہتے ہیں اور شمع رسالت پر پروانہ وار نثار رہتے ہیں - اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بچے ہوئے پانی اور تھوک کو صحابہ اپنے جسموں پر مل لیا کرتے تھے - اور عطر سے زیادہ اس کی قدر کرتے تھے -

خلفائے اربعہ نے اتباع رسولؐ کے جو شاندار نمونے دنیا والوں کو دکھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں جو جانی اور مالی قربانیاں کیں - اُن کو ساری دنیا جانتی ہے - اگر فنا فی الرسول واقعی کوئی مقام ہے تو اس پر صحیح معنوں میں خلفائے اربعہ ہی فائز تھے - ان کے بعد دیگر صحابہ نے اسوۂ رسول کی پیروی کے جو نمونے دُنیا کے سامنے چھوڑے - وہ کچھ کم شاندار اور بصیرت افروز نہیں -

حضرت ابو عبیدہ بن جراح اگرچہ گورنر تھے - مگر آپ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے - آپ کا لباس نہایت سادہ اور موٹے صوف کا ہوتا تھا - جس زمانے میں آپ گورنر تھے - لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ ہرقل اور دیگر سلاطین و امراء کے ایلچی آپ کے پاس آتے جاتے ہیں - اس لئے آپ ذرا اچھا لباس رکھا کریں - آپ نے

رمایا۔ کہ میں جس لباس سے جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر رہا کرتا تھا۔ اس لباس کو ہرگز
ترک نہ کروں گا۔ چنانچہ ساری عمر آپ
ای عہد پر قائم رہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ پر اتباع رسولؐ
کا رنگ اس قدر غالب تھا کہ جو کچھ
ایک بار زبان رسالت سے سن لیا۔ اس پر
بے چون و چرا عمل شروع کر دیا۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ طائف کے سفر
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
تھے۔ جس وقت طائف والوں نے حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھروں کی بارش
شروع کی تو ان کی یہ حالت تھی۔ اپنے
آقا کے جسم اطہر کے لئے سپر بنے ہوئے
تھے۔ حتی الامکان تمام پتھروں کو اپنے جسم
پر لے رہے تھے۔ اور کوئی پتھر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچنے دیتے تھے
اللہ اللہ یہی لوگ تھے شمع محمدی کے
پروانے، رسول اللہؐ کے سچے عاشق اور
اسوہ رسول کے حقیقی متبع تھے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ نے ساری
عمر خربوزہ اس لئے نہیں کھایا کہ اس کے
متعلق آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا اسوہ معلوم نہ تھا۔ نیز اُمت محمدی میں
جس قدر اولیاء و اصفیا گزرے ہیں اور
رتبہ ولایت پر فائز ہوئے ہیں۔ وہ سب
کے سب اسوہ رسول ہی کی پیروی سے
اس مرتبہ کو پہنچے ہیں۔ جو لوگ موجودہ
زمانے میں تصوف اور طریقت کو شریعت
کے اتباع کے نقیض خیال کرتے ہیں۔ یہاں تک
کہ فقیر اور ولی کے معنی ہی یہ ہو گئے ہیں
کہ بھنگ پیئے۔ خدا پر آوازے کسے۔
الٹی سیدھی جو بات منہ میں آئے۔ وہی کہدے
نماز روزہ کی پابندی کو ضروری نہ سمجھے۔
شریعت کی بیحرمتی کرے۔ یہ تصوف و
طریقت نہیں۔ تمام اولیا و اصفیاء ظاہر
و باطن میں متبع رسولؐ تھے۔ اسوہ رسول پر
عمل کرنے کو مقصد حیات اور عین اسلام
سمجھتے تھے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهٖ
أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ۔ (پ ۱۸۔ ع ۱۵۔)

ترجمہ۔ جو لوگ رسول اکرم کے حکم
کی مخالفت کرتے ہیں۔ اُن کو اس امر سے
ڈرنا اور اندیشہ رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کو مصیبت
یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔ ۴۴

باسمہ سبحانہ

"ہم" "تم" اور "وہ"۔

ارشادات نبوی کی روشنی میں

از جناب خاموش
مبلغ صاحب ملتان

۱۔ ایمان اور جہاد

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے پہلے اللہ تعالےٰ نے جس نبی کو بھیجا۔ اس کے حواری اور اصحاب ہوئے۔ جنہوں نے اس نبی کی سُنّت پر عمل کیا اور اس کے حکم کی اقتداء (پیروی) کی۔ پھر اُن کے نالائق جانشین ہوئے۔ جنہوں نے حق کہا تو سہی مگر اس پر عمل نہ کیا اور وہ کام کیے۔ جن کا حکم نہیں دیئے گئے تھے۔ پس جو شخص ایسے لوگوں کا طاقت سے مقابلہ کرے۔ وہ مومن ہے اور جو زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو دل سے مخالفت کرے وہ بھی مومن ہے اور اس کے علاوہ تو رائی برابر بھی ایمان نہیں

(مسلم شریف باب الاعتصام بالکتاب وسُنّت)

۲۔ نزول قرآن کے مقاصد

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قرآن پانچ وجوہ پر اُترا ہے۔ ۱۔ حلال۔ ۲۔ حرام۔ ۳۔ محکم۔ ۴۔ متشابہ۔ ۵۔ امثال۔ حلال کو حلال جانو۔ حرام سے بچو۔ محکمات پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ۔ نیز مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔ (یہ الفاظ حدیث کی کتاب مصابیح کے ہیں) مشکوٰۃ شریف

۳۔ نافرمان اُمتی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری تمام اُمّت جنّت میں جائے گی۔ مگر جس نے ابا کیا (یعنی وہ جنت میں نہ جائے گا) عرض کیا گیا کہ کس نے ابا کیا تو حضور نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا۔ اور جس نے نافرمانی کی۔ اُس نے ابا کیا۔ (رواہ البخاری مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب وسُنّت)

۴۔ ختم نبوّت

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے اگر موسےٰ علیہ السلام تمہارے سامنے آ جائیں اور تم اُس کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھے راستے سے ہٹ جاؤ گے۔ اگر موسےٰ علیہ السلام موجود ہوتے اور میری نبوت کے زمانہ کو پاتے تو ضرور میری تابعداری کرتے۔ (مشکوٰۃ شریف)

۵۔ ظلّ الٰہی میں

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے سایہ میں قیامت کے دن کون آگے ہوگا۔ عرض کیا کہ اللہ اور اُس کا رسول جانتا ہے۔ تو فرمایا وہ کہ جب حق دیئے جائیں تو قبول کریں اور جب اُن سے مانگا جائے تو خرچ کریں۔ اور لوگوں میں اس طرح فیصلہ کریں۔ جس طرح اپنے لئے فیصلہ چاہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

---

۴۴ اللہ اور رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں اُن کے دلوں میں کُفر و نفاق وغیرہ کا فتنہ ہمیشہ کے لیے جڑ نہ پکڑ جائے اور اس طرح دنیا کی کسی سخت آفت یا آخرت کے دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبتک کوئی شخص ایسا نہ ہو جائے کہ کوئی کام اور کوئی بات بغیر اجازت شریعت نہ کرے۔ تب تک اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایمان والا نہیں شمار کیا جاتا۔ (مشکوٰۃ باب اعتصام بالکتاب والسنہ)

اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيلَةَ وَاجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِي الْأَعْلَيْنَ دَرَجَتَهٗ وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهٗ۔ اے اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ عطا کر۔ اور ان کی محبت چنے ہوئے لوگوں میں کر دے۔ اور ان کا مرتبہ اونچے لوگوں میں کر دے۔ اور اُن کا ذکر مقرب لوگوں میں کر دے۔

۶۔ عند اللہ فضیلت

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن قدر و منزلت کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک سب سے افضل بندہ مہربان اور عادل امام (حکمران) ہوگا۔ اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بُرا آدمی سخت دل اور ظالم حاکم ہوگا۔

۷۔ اطاعت نہ کرو

حضرت نواس بن سمعانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس معاملہ میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو۔ اس میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

۸۔ بددیانت حکمران

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کا والی بنایا جائے اور اس حالت میں مرے کہ مسلمانوں کے لئے خائن تھا تو اللہ تعالےٰ اس پر جنت حرام کر دے گا (متفق علیہ)

۹۔ نااہل قیادت

حضرت کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے لئے بیوقوفوں کی امارت (حکمرانی) سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں عرض کیا کہ اس کا کیا مطلب؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے حکمران ہونگے کہ لوگ اُن کے ہاں جائیں گے اور اُن کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور اُن کے ظلم میں اُن کی مدد کریں گے۔ تو وہ مجھ سے نہیں اور میں اُن سے نہیں۔ نہ ہی وہ میرے پاس حوض پر آ سکیں گے اور جو لوگ ان (حکمرانوں) کے پاس نہ جائیں گے اور نہ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے۔ نہ ہی اُن کے ظلم میں اُن کی مدد کریں گے تو وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں نیز حوض کوثر پر بھی وہ میرے پاس آئینگے (رواہ ترمذی والنسائی)

۱۰۔ اہم ترین ارشاد

حضرت حارث اشعریؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم کرتا ہوں۔ جماعت سمع۔ اطاعت۔ ہجرت۔ اور جہاد فی سبیل اللہ یقین رکھو کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر نکلا۔ تو اس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ مگر یہ کہ لوٹ آئے اور جو شخص جاہلیت کی طرف بلاسئے تو وہ جہنم میں جھونکا جائے گا۔ اگرچہ روزہ رکھتا ہو۔ نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان بھی سمجھتا ہو۔ (رواہ احمد و ترمذی)

۱۱۔ اسلامی ریاست کے کارکن

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ جو شخص میری اُمت کے کسی معاملہ میں والی بنایا جائے اور وہ اُن پر سختی کرے۔ تو تو بھی اُس پر سختی کر۔ اور جو شخص میری اُمت کے کسی معاملہ میں والی بنایا جائے اور لوگوں پر خیر خواہی کرے تو تو بھی اس پر خیر خواہ ہو۔ (رواہ مسلم)

۱۲۔ عورتوں کی حکومت

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ کسریٰ کی بیٹی ایران کی بادشاہ مقرر ہوئی ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جو عورت کو حکومت سونپ دے۔ (بخاری شریف)

۱۳۔ اسلام میں رہبانیت

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کی۔ یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت فرمایئے حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ یہ تمام بھلائیوں کا مجموعہ ہے۔ اور جہاد کو لازم پکڑ۔ کیونکہ مسلمانوں کی رہبانیت یہی ہے۔ اللہ کے ذکر اور اس کی کتاب کی تلاوت کو لازم پکڑ تو وہ تیرے لئے زمین و آسمان میں نور ہوگا۔ اور آسمان میں تیری یاد ہوگی اور اپنی زبان کو قابو میں رکھ کر بھلائی کے سوا نہ بولے۔ پس ان چیزوں سے تو شیطان پر غالب آ جائے گا۔ (طبرانی صفحہ ۱۹۱)

۱۴۔ مسافر کا روزہ

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم میں سے بعض روزہ دار تھے اور بعض کو روزہ نہ تھا۔ سخت گرمی کے دن ہم ایک منزل پر اُترے۔ روزہ دار تو پڑے رہے اور جن کو روزہ نہ تھا۔ انھوں نے خیمے لگائے سواریوں کو پانی پلایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ نہ رکھنے والے اجر میں بازی لے گئے۔ (مشکوٰۃ باب صوم المسافر)

(بقیہ) مجلس ذکر صفحہ ۸ سے آگے:۔

مر جائے تو وہ چیخ و پکار کرتے ہیں نہ ادھر خدا کی رضا کا خیال نہ ادھر۔

ایک دوسرے بزرگ کا واقعہ ہے۔ باہر ان کے بیٹے کی شادی کا انتظام ہو رہا تھا۔ وہ خلاف معمول بار بار اندر تشریف لے جاتے تھے۔ کسی بے تکلف خادم نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جس بیٹے کی شادی کا انتظام ہو رہا ہے۔ اللہ کی طرف سے مجھے اس کی موت کی اطلاع مل چکی ہے۔ اس کا کفن سینے اندر جاتا ہوتا ہے راضی بقضائے الہٰی ہونا۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف بالشت برابر آتا ہے۔ اللہ اُس کی طرف ہاتھ برابر آتا ہے۔ جو ہاتھ برابر آتا ہے۔ اللہ اُس کی طرف باع برابر آتا ہے۔ جو چل کر آتا ہے۔ اللہ اُس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ کوئی اس کی طرف جھکے تو سہی۔ وہ اس کا استقبال کرنے کے لئے تیار ہے۔

میری معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ رضوان من اللہ اکبر والا مقام جنت کی نعمتوں سے بلند تر چیز ہے۔ اور اللہ والوں کی صحبت میں اس کو حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ عقیدت، ادب اور اطاعت سے ان کے قلب سے تعلق قائم رکھے۔ میں نے ان گنہگار آنکھوں سے یہی دیکھا ہے جو اس طرح اللہ والوں کی صحبت میں رہے۔ وہ تو جھولیاں بھر کر لے گئے۔ جنھوں نے عقیدت، ادب اور اطاعت میں فرق کیا وہ محروم ہی رہے۔ ع

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس بلند مقام کو پیش نظر رکھنے اور اس کی طرف قدم اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مُحسنۂ کائنات

قسط نمبر ۱۸

از جناب لال الدین اختر بی اے بی ٹی

بشیر نماز عشاء کے بعد گھر آیا تو اس کی والدہ نماز سے فارغ ہو کر بستر پہ لیٹی ہوئی تھی۔ اُس نے والدہ سے پوچھا کہ اب آپ کا کیا حال ہے۔ جس کے جواب میں اس نے کہا کہ ابھی تک میرے سر میں درد بدستور ہو رہا ہے۔ لہذا بشیر تھوڑی دیر تک اس کے پاس بیٹھا رہا۔ اور بعد ازاں اُٹھ کر اپنے بستر پہ جا کر لیٹ گیا۔ اس نے تقریباً ایک گھنٹہ بستر میں کروٹیں بدلیں۔ مگر مختلف خیالات کے پے بہ پے ورُود نے اس کی آنکھ نہ لگنے دی۔ مولوی عبدالعزیز صاحب کے بیان کردہ احکام قرآنی۔ احادیث مقدسہ اور باقی پند و نصائح نے اس کے دماغ میں ایک چکر باندھ رکھا تھا۔ قیامت کے واقعات۔ مجرمین کی سزاؤں اور نیکوکاروں کی احسن جزاؤں کا منظر اس کی چشم تصوّر کے سامنے بار بار آتا تھا۔ وہ سوچتا کہ میں نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد والدین کو اور بھائی بہنوں کو ناراض ہی رکھا ہے۔ اگر آج ہی مر جاؤں تو میری سرکشی اور نافرمانی کے نتیجے میں مجھ کو یقیناً دوزخ میں ہی جگہ ملے گی۔ لہذا میں باقی زندگی میں جبکہ ابھی والدہ محترمہ کا دم بھی باقی ہے۔ اپنی سابقہ ناہنجاریوں اور کوتاہیوں کا کچھ ازالہ کر لوں تو شاید میری نجات کا کوئی ذریعہ بن جائے۔ بشیر کی روح پھر کبھی مولوی عبدالعزیز کی مشفقانہ نصیحتوں کی ممنون ہو کر شاکرانہ کیف و سرور میں منہمک ہو جاتی اور وہ بار بار یاد کرتا کہ مولوی صاحب اُن کے کس قدر بہی خواہ ہیں اور کبھی اُسکو اپنے مرحوم باپ کی وصیت کے الفاظ یاد آتے اور وہ بے ساختہ رونے لگتا۔ اسی حالت میں اس کو نیند آ گئی اور خواب میں اُس نے وہ مناظر دیکھے جو اس کی جہنمی زندگی کو فردوسی حیات میں تبدیل کر گئے۔ کیونکہ اس نے جاگتے ہی سچے دل سے توبہ کر لی اور اپنی آئندہ زندگی ضعیف اور بیوہ والدہ کی خدمت اور بھائی بہنوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں گزاری

رؤیاء کی حقیقت

بشیر کا خواب پیش کرنے سے پہلے چند سطور کا نقل کرنا مناسب بلکہ انسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ الہامی سطور قطب الاقطاب امام العارفین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مرحوم کی معرکۃ آلارا تصنیف (حجۃ اللہ البالغہ) سے پیش کی جاتی ہیں۔ تاکہ قارئین کرام پر سچے خواب کی حقیقت واضح ہو جائے عالم برزخ کی بحث کرتے ہوئے صاحب موصوف ارشاد فرماتے ہیں

رویا یعنی خواب کی حقیقت پر بھی کبھی آپ نے غور کیا؟ جو علوم انسان کے حس مشترک میں محفوظ ہوتے ہیں۔ لیکن عام بیداری کی مصروفیات اُن کے استحضار سے مانع ہوتی ہیں۔ جب آدمی سو جاتا ہے اور اس کے حواس معطل ہو کر اس عالم مادی سے گویا اس کا رشتہ منقطع ہو جاتا ہے۔ تو چونکہ اس حالت میں مانع باقی نہیں رہتا اس لئے وہی علوم و معارف جو اس کے حس مشترک میں محفوظ تھے اس کے سامنے متمثّل ہوتے ہیں۔ اور جس کے متعلق اس کا یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ حقیقی واقعات ہیں

خیر اب ہم بشیر کی اپنی زبان سے اُس کا خواب من و عن ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

بشیر کا خواب

الٰہی میں حیران ہوں کہ یہ میدان اپنی وسعت میں آسمان سے بھی کشادہ تر معلوم ہوتا ہے۔ نہ اس میں درخت ہیں نہ کوئی انسان ہے۔ نہ پرندے اور نہ ہی کوئی ذی حیات مخلوق۔ الٰہی یہ میدان انسانی آبادی کے لئے تو نہیں بنا۔ میں تن تنہا کدھر آ نکلا ہوں؟ اے اللہ اس جگہ کی بھیانک خاموشی اور بیکراں پہنائیاں اور آسمان اور زمین کی ہمرنگ فضائیں میری روح پر دہشت پیدا کر رہی ہیں۔ یہ کیا ہوا؟ میں کہاں ہوں؟ وہ کون ہیں؟ الٰہی یہ نور کی بارش کہاں سے ہو رہی ہے؟ یہ تخت جلالتمآب کہاں سے نازل ہو گیا؟ یہ نورانی چہروں والے خدام اس شہنشاہی تخت کو کہاں سے لائے ہیں؟ اتنے میں میرے کان میں آواز آئی کہ یہ یوم الحشر ہے اور یہ رب جلیل کی تخت گاہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ تمام مخلوقات کے اعمال کے مطابق ان کو جنت و دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ میں اس آواز کو سُن کر سہم گیا۔ کیونکہ مجھے اپنی ساری کوتاہیاں یاد آ گئیں۔ میرا جسم کانپنے لگا۔ اتنے میں بلند اور مہیب آواز پیدا ہوئی جو میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ اس آواز سے ارض و سما گونج اُٹھے اور ایک محیرالعقول سانحہ وقوع پذیر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ احکم الحاکمین[1] اپنی پوری جلالت کے ساتھ جلوہ افروز ہو گئے اور حساب کا دفتر کھُل گیا۔ ساتھ ہی جنت اور دوزخ[2] کو طرفۃ العین میں میدان محشر کے بالکل قریب کیا گیا۔

اب چاروں طرف سے انسانوں کے گروہ در گروہ آنے شروع ہو گئے۔ اتنے میں آواز آئی وامتازوالیوم ایھا المجرمون۔ (اے مجرموں ہمارے مقبول بندوں سے جُدا ہو کر صف بناؤ) اس آواز کا گونجنا ہی تھا کہ لوگ پروانوں[3] کی طرح نہایت افراتفری سے اِدھر اُدھر اپنی اپنی ٹولیوں میں کھڑے ہونے کے لئے بھاگے۔ میں نے دیکھا کہ صفوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ میں شمار کرنے سے قاصر تھا۔ اس وقت ایک فرشتے نے میری طرف دیکھا اور قریب آ کر کہا۔ رب السمٰوات والارض کی عدالت میں آج کسی کے ساتھ ذرہ برابر بھی ظلم[4] نہیں ہو گا۔ یہ انصاف کا دن ہے۔ اب میں نے پوچھا۔ وہ باغات کیا ہیں؟۔ اس نے کہا یہ جنّت ہے اور اس میں ان لوگوں کی دائمی آرامگاہیں ہیں۔ جو دُنیا میں پروردگار عالم کے حکم اور پیغمبران وقت کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی رہنما فرشتے نے بتایا کہ وہ جہنم کا دروازہ ہے۔ وہاں خدا اور اُس کے رسولوں اور نبیوں کے نافرمانوں کو قید کیا جائے گا۔ میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے) گویا یہ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کی آرامگاہ ہے اور اُدھر دوزخ کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ط (یہ وہ دوزخ ہے جسکی

---

[1] وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ سورۃ الزمر پارہ ۲۴۔ رکوع نمبر ۷۔ ترجمہ:۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھیگی اور کتاب رکھ دی جاوے گی۔

[2] وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ (سورہ تکویر پارہ ۳۰) جب دوزخ کو دھکایا جائیگا اور جنت کو قریب لایا جائے گا۔

[3] يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ سورۃ القارعہ پ ۳۰ (جس دن لوگ منتشر پروانوں کی طرح بکھرے ہوں گے۔)

[4] فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (یٰسین) پھر اُس دن کسی کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا اور تم کو اسی کا بدلہ ملے گا جو کیا کرتے تھے۔

اسے نافرمانو تم کو وعید سنائی جاتی تھی)

اب تمام لوگ اس قدر از خود رفتگی کے عالم میں تھے کہ ہر شخص کو اپنی ہی جان کے لالے[1] پڑے ہوئے تھے۔ کوئی شخص کسی کی مدد کرتا ہوا نظر نہیں آتا تھا۔ قریب قریب رشتے دار بھی ایک دوسرے کی طرف سے بالکل لاپرواہ تھے۔ دیکھا گیا کہ بعض لوگوں[2] کے چہرے باوجود اس دن کے ہول و دہشت کے بالکل روشن نظر آتے تھے اور اُن کے چہروں پر ایک ملکوتی تبسم تھا۔ مگر بعض لوگوں کے چہرے کثرت غبار سے سیاہ ہو رہے تھے۔ ایسی حالت کو دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو جاتے مگر فوراً ہی ایک نیا منظر سامنے آ جاتا تھا جس سے میری پہلی حالت میں فرق پڑ جاتا

خیر اب میں منتظر تھا کہ انسانی اعمال کا وزن کب شروع ہوتا ہے۔

اب معاً میزان قائم کی گئی اور تمام ملائکہ[3] عظام اور سید الملائکہ (روح الامین) صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت خالق اکبر کے انوار جلالی کی یہ حالت تھی۔ کہ فرشتگان مُقرّبین اور انبیائے کرام بھی دم بخود کھڑے تھے۔ اور کسی کو اللہ تعالےٰ کے حکم کے بغیر جُنبش لب تک کا یارا نہ تھا۔

اب میں نے دیکھا کہ لوگ جوق در جوق دربار احکم الحاکمین کی طرف بڑھنے لگے۔ بعض لوگ اپنے[4] اعمال بد کا انکار کرتے تو ان کی زبانیں فوراً بند ہو جاتیں۔ میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ بعض لوگوں کے ہاتھ پاؤں اُن کے خلاف شہادت

۱؎ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ـــ (اُس دن ہر شخص اپنے بھائی۔ ماں۔ باپ بیوی اور بیٹوں سے بھاگے گا۔ ہر شخص اُن میں سے ایک ایسے فکر میں لگا ہو گا۔ جو اس کے لیے کافی ہو گا۔

۲؎ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ط
کچھ چہرے اُس دن چمک رہے ہوں گے ہنستے ہوئے خوش و خرم اور کچھ چہرے اُس دن ایسے ہوں گے کہ اُن پر گرد پڑی ہو گی اُن پر سیاہی چھا رہی ہو گی۔ (سورۂ عبس پارہ ۳۰)

۳؎ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا۔
(جس دن کھڑے ہوں گے روح اور فرشتے صفوں میں تو رحمان کی اجازت کے بغیر کسی کو مجال لب کشائی نہیں ہو گی اور جو کوئی باذن اللہ بولے گا۔ تو فقط مناسب گفتگو ہی کرے گا۔

۴؎ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ط (یٰسین)

دیتے اور بعض آدمیوں[1] کے کان۔ آنکھیں بلکہ جسم کا چمڑا اور ہر رونگٹا زبانِ قال سے شہادت دیتا کہ اے ظالم تم نے فلاں موقع پر فلاں کام کیا تھا۔ بہر کیف ہر شخص کو اپنے اعمال کا اقرار کئے بغیر کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ بعض گروہوں کو میزان کے قریب آنے کے بغیر ہی جہنم میں دھکیلا جاتا۔ میں نے اپنے رہنما فرشتہ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں کہ اُس نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو بار بار سمجھانے کے باوجود بھی شرک و کفر میں مُبتلا رہے اور ساری زندگی غیر اللہ کو حاجت روا اور مشکلکشا مانتے رہے۔ لہٰذا ان کے اعمال نہیں تولے جائیں گے۔ اور اُن کو ابدالآباد کے لئے داخل جہنم کیا جائے گا۔ بعض لوگوں پر زمین[2] گواہی دیتی تھی۔ دیکھا گیا کہ فرشتے منکرین دین کو گروہ در گروہ ہانک کر دوزخ[3] کے سامنے لاتے۔ اور اُن کی آمد پر جہنم کے دروازہ کھولے جاتے اور داروغہ جہنم اُن سے سوال کرتے کہ کیا تمہاری جنس میں سے تمہارے پاس پیغمبر نہیں آئے تھے؟ کیا انہوں نے تمہارے پروردگار کا مبارک کلام نہیں سناتا تھا؟ اور کیا تم کو انبیاء کرام نے اس ہولناک دن کی آمد کے متعلق نہیں ڈرایا تھا۔ ان باتوں کو سُن کر وہ اعتراف عصیاں کرتے اور خدا تعالےٰ کے مقدّر فیصلہ پر یقین کرتے۔ اب اُن متکبّرین کی سرکوبی کے لئے اُن کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے لئے حکم دیا جاتا۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ ان کے داہنے ہاتھوں میں ایک کتاب سی نظر آتی تھی۔ اُن کے چہروں پر تازگی اور نورانیت رقص کر رہی تھی۔ جب اُن کے اعمال کو میزان میں وزن کیا گیا تو وہ کامیاب ہوئے۔ لہٰذا ان کو رضوان جنت اور باقی فرشتگان نے بآواز بلند پکار کر سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ کہا۔

۱؎ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ط ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس آ پہنچیں گے۔ تو اُن پر اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُنکی کھالیں گواہی دینگی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

۲؎ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ترجمہ۔ اُس دن وہ اپنی خبریں بیان کریگی اس لئے کہ آپکا رب اُس کو حکم دیگا۔ سورۃ الزلزال پ ۳۰

۳؎ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا الخ اور جو کافر ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ ہانکے جائیں گے۔

سورۃ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴

اب میں قدرے پہلے سے خوف و ہراس کم محسوس کرنے لگا۔ اور چند قدم قریب ہو گیا۔ مگر دوزخ کی وحشتناک آگ کے شعلے میرے حواس کھو رہے تھے۔ میں نے ایک نظر سے دیکھا کہ نہایت تاریک آگ شعلہ زن تھی۔ بعض آدمی ٹخنوں تک بعض زانوؤں تک اور بعض بدنصیب گردن تک آگ میں کھڑے تھے۔ ہر شخص جسا کو دوزخ میں ڈالا جاتا اس کا جسم پہاڑ کی طرح بڑا ہو جاتا۔ اور اسی طرح دوزخیوں کے دانت بھی بہت لمبے لمبے تھے۔ زقوم اور گلے میں اٹکنے والی غذائیں کھولتے ہوئے پانی اور جہنمیوں کے زخموں کی پیپ کے کریہہ منظر کو دیکھ کر قریب تھا کہ مجھ کو غش آ جائے۔ مگر اس موقعہ پر میرے رہنما فرشتے نے فوراً میری توجہ جنت کی طرف مبذول کرا دی۔ اب میرے ہوش و حواس میں ایک برقی لہر پیدا ہوئی۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ اہل جنت تختوں پر گاؤ تکیہ لگائے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ غلمانوں کے غول کے غول اُن کی خدمت کے لئے ہر وقت حاضر تھے۔ چاندی سونے کے برتن اور بعض سونے کے درخت دیکھ کر مجھے مولوی عبدالعزیز صاحب کی مختلف دفعتوں کی بتائی ہوئی حدیثیں یاد آتیں۔[1]

اب فرشتہ مجھ کو قدرے پیچھے کھینچ کر لے گیا۔ لوگوں کے اعمال کا وزن بدستور جاری تھا۔ ذرہ ذرہ کا حساب[2] لگایا جاتا تھا اور پروردگار عالم ہر نعمت کے متعلق ضرور سوال کرتے تھے۔[3]

ایک اور جماعت کو دوزخ میں ڈالی رہے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ بوڑھے والدین کو ہمیشہ ناراض رکھتے تھے اور بیوی کی رائے کو اپنے والدین کی رائے پر ترجیح دیتے تھے۔ اگرچہ یہ لوگ باقی اعمال تقریباً اچھے ہی کرتے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر مجھے اپنی فکر لاحق ہوئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں آج چند ساعتوں کے بعد لقمہ آتش بن کر رہ جاؤں گا۔ یہ خیال آتے ہی میرے پاؤں کے تلے کی

۱؎ احادیث کے مختلف مضامین کی طرف اشارہ

۲؎ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ الخ ترجمہ
پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اُس کو دیکھ لے گا۔ سورہ الزلزال پ ۳۰

۳؎ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ترجمہ
پھر اُس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائیگا (سورۃ التکاثر ۔ پ ۳۰)

ن نکل گئی۔ مگر اتنے میں چند سود خوار خور۔ زانی مرد اور عورتیں پیش کئے گئے کو نہایت ذلت آمیز طریقے سے دوزخ ڈالا گیا۔ میرے تعجب کی کوئی انتہا رہی کہ بعض حافظ قرآن۔ حاجی۔ بلکہ شُہدا بھی جہنم میں ڈالے گئے۔ کیونکہ لوگ ریاکاری کے مریض تھے۔ اکثر عورتیں رخ میں پھینکی جا رہی تھیں۔ اُن میں رت لُوطؑ اور حضرت نوحؑ کی بیویاں شامل تھیں۔

بعض آدمیوں کو دیکھا گیا کہ وہ پنے رشتہ داروں۔ ہمسایوں اور باقی ماتحتوں ساتھ بد سلوکی کرنے کی وجہ سے نذرِ م کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پناہ دے م کے گنجے سانپ اور بچھوؤ جو قد و ست میں اُونٹوں اور خچروں کے برابر آتے تھے۔ دوزخیوں کو ڈس رہے تھے نے میں دو فرشتوں نے مجھے بھی پکڑ کر ان عدل کے قریب لا کر کھڑا کر دیا۔ مجھ پر سراسیمگی کا عالم طاری تھا۔ میرے ل کا وزن ہوا۔ تو فرشتے مجھ کو دوزخ طرف کشاں کشاں لے جانے لگے۔ قریب کہ مجھے جہنم میں پھینک دیتے۔ اتنے پروردگار عالم کی طرف سے آواز آئی۔ کو چھوڑ دو۔ اس کو چھوڑ دو"۔ ہم اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں نکہ اس کی ضعیف والدہ نے اس کے حق دُعائے خیر کی ہے۔ جو ہمارے دربار قبولیت حاصل کر چکی ہے اور ہم والدین خوشنودی حاصل کرنے والے مومنین سے نی ہو جاتے ہیں"۔

" یہ آواز سُن کر میری خوشی کی کوئی انتہا رہی اور میرا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ اتنے میری آنکھ کھُل گئی۔ دیکھتا ہوں کہ نماز کا وقت قریب ہو رہا ہے"۔

وَاب کا نتیجہ

اب بشیر کے دل میں ایک نورانی جذبہ زن تھا۔ خواب کا منظر ابھی ہر لحاظ تازہ تھا ؎

کیسا وہ خواب تھا کہ ابھی تک ہوں خواب میں

بار بار وہی نقشے آنکھوں کے سامنے ر رہے تھے۔ جلدی جلدی اُٹھا۔ وضو کیا مسجد کی راہ لی۔ نماز سے پہلے "تنہائی بیٹھ کر سر بسجود ہوا۔ اور گڑگڑا کر اپنے م سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور صمیم ب سے وعدہ کیا کہ یا الہ العالمین آئندہ زندگی میں حسب استطاعت میں تیری عبادت کروں گا۔ اور اپنی والدہ کی خدمت میں ایک لمحے کے لئے بھی تساہل نہ برتوں گا۔ الٰہی! تو میرے باپ کو جنتِ فردوس میں جگہ دے اور میری والدہ ماجدہ کو حیاتِ طیبہ عطا فرما۔ الٰہی میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ میں ساری زندگی اپنی ضعیف اور شفیق والدہ کی خدمت کرتا رہونگا اپنی بہنوں کی دلجوئی کو اپنا شیوہ بناؤں گا اور اپنے چھوٹے یتیم بھائی کی پرورش میں درہمے قدمے سخنے کوشاں رہوں گا۔"

اب نماز کا وقت ہو گیا۔ بشیر نماز میں شامل ہو گیا۔ آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں دل میں توبہ و استغفار کا جذبہ پوری طرح موجزن تھا۔ نماز کے فوراً بعد سیدھا گھر آیا۔ اُس کی والدہ ابھی مصلّے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دروازہ کے باہر بشیر نے اپنے کانوں سے سُنا۔

"الٰہی۔ میرے بشیر کو اپنی عبادت۔ میری خدمت۔ اپنے بھائی سعید پر شفقت اور اپنی مسکین بہنوں کے ساتھ حُسنِ مروّت سے پیش آنے کی توفیق عطا فرما۔ الٰہی میرے بشیر کے تمام گناہ معاف کر دے۔ اور آئندہ اس کو راہِ ہدایت پر ہی چلا"۔

والدہ کی دُعا کے یہ آخری الفاظ تھے جو بشیر نے سُنے۔ دُعا ختم ہوئی تو وہ آگے بڑھا۔ ماں کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ اُس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بوسے دینے لگا۔ اور آنکھوں سے لگانے لگا۔

ہاجراں:۔ بیٹا بشیر یہ کیا؟ کیا کسی فرشتے نے خواب میں کوئی پیغام دیا ہے؟

بشیر:۔ اماں جان۔ خدائے کریم کی رحمت کا صدقہ۔ میری نافرمانیوں اور لاپرواہیوں سے درگزر فرمایئے۔ اماں جان۔ میں نے اپنے باپ کی خدمت بھی نہیں کی۔ میری بدنصیبی کہ میں نے مرنے والے کی بیمار پُرسی تک بھی نہیں کی۔ ہائے میں دوزخ کے قریب پہنچ گیا تھا۔ مگر مجھے تیری دُعاؤں نے جہنم سے بچایا اماں جان۔ خدا کے لئے فوراً مجھے معاف کرو۔ تاکہ مجھے چین آئے۔

ہاجراں:۔ (دیکھا۔ کہ بیٹے کی رقت کی وجہ سے گھگھی بندھ گئی ہے۔ ہاجراں نے نہایت شفقت سے اپنے دونوں ہاتھ بیٹے کی گردن میں ڈالے۔ آنسوؤں والے رخساروں پر بوسے دیئے اور کہا) بیٹا! ماں صدقے جائے۔ ماں واری جائے۔ بیٹا تو مجھ سے کیا معافی مانگتا ہے میں تو ہر وقت تیرے لئے دُعا کرتی رہتی ہوں۔ خدا تعالیٰ تجھ کو ہدایت دے۔ خدا تجھ سے راضی ہو تو پھولے پھلے سات بچوں کا مُنہ دھوئے۔ ماں قربان جائے۔ حوصلہ کرو روتے کیوں ہو۔

بشیر:۔ اب آپ نے تو معاف کر دیا۔ ابا جان سے کیسے معاف کرا سکوں گا۔ (پھر رونے لگتا ہے)۔

ہاجراں:۔ بیٹا! خیر ہے۔ ہم تو دونوں شروع سے ہی تیرے اور تیری اولاد کے حق میں دُعائیں ہی کرتے رہے ہیں۔ میں عورت ذات ہوں۔ لہٰذا کبھی نذیراں کی بد سلوکی سے تنگ آ کر شکایت کرتی رہی ہوں۔ مگر تیرا باپ (خدا جنت نصیب کرے) اس سے مجھ کو ہمیشہ ہی منع کرتا رہتا تھا۔ اس لئے اُن کی مت فکر کرو۔ ہاں اتنی سی بات ضرور ہے کہ اُس کی وصیّت پر عمل کرتے رہو۔ اللہ تعالےٰ تم سے راضی ہو جائے گا۔ تم کو یاد ہے۔ کہ مرنے سے چند منٹ پہلے آدھی رات کے وقت اُس نے تم کو بلایا تھا اور اپنے سعید زُہرہ اور صفیہ کے متعلق تم کو کچھ کہا تھا۔

بشیر (روتے ہوئے) ہاں اماں جان۔ مجھے ابا جان کا ایک ایک لفظ یاد ہے۔ اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ انشاءاللہ اپنے مرحوم باپ کی وصیت پر ساری زندگی عمل کرونگا۔ آپ کو چند دنوں میں ہی سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔

ہاجراں:۔ اچھا بیٹا اللہ تعالےٰ آپ کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔

(اتنے میں سعید باہر سے آ جاتا ہے اور بشیر اس کو گلے لگا کر رونے لگ جاتا ہے۔ ہاجراں اُٹھ کر دونوں کو پیار سے چُپ کراتی ہے۔ اور دل میں بشیر کی اس حالت پر نہایت ہی مسرور ہے۔ بشیر باہر چلا جاتا ہے۔ اور ہاجراں نماز اشراق کے بعد شکرانے کے دو نفل بھی پڑھتی ہے)

بقیہ حضرت علی مرتضیٰ۔ صفحہ ۱۰ سے آگے۔

تینوں نے آٹھ آٹھ ٹکڑے کھائے۔ تم دونوں میں سے پانچ روٹی والے نے اپنے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور سات اُس تیسرے شخص کو کھلائے۔ تین روٹی والے نے اپنے نو ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے۔ اور صرف ایک اس کو کھلایا۔ اس لئے ایک کو سات درم اور دوسرے کو ایک درم ملنا چاہیئے۔

نقشہ اوقات سحری و افطاری رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۶ھ سنہ ۱۹۵۷ء

برائے شہر لاہور و مضافات

ایام	تاریخ ہجری	تاریخ عیسوی	اختتام سحری گھنٹہ	اختتام سحری منٹ	افطاری گھنٹہ	افطاری منٹ
منگل	۳۰ شعبان	۲ اپریل	۴	۲۸	۶	۲۳
بدھ	یکم رمضان	۳	۴	۲۷	۶	۲۴
جمعرات	۲	۴	۴	۲۵	۶	۲۵
جمعہ	۳	۵	۴	۲۴	۶	۲۵
ہفتہ	۴	۶	۴	۲۳	۶	۲۶
اتوار	۵	۷	۴	۲۱	۶	۲۶
پیر	۶	۸	۴	۱۹	۶	۲۷
منگل	۷	۹	۴	۱۸	۶	۲۷
بدھ	۸	۱۰	۴	۱۷	۶	۲۸
جمعرات	۹	۱۱	۴	۱۵	۶	۲۸
جمعہ	۱۰	۱۲	۴	۱۴	۶	۲۹
ہفتہ	۱۱	۱۳	۴	۱۳	۶	۳۰
اتوار	۱۲	۱۴	۴	۱۲	۶	۳۱
پیر	۱۳	۱۵	۴	۱۰	۶	۳۱
منگل	۱۴	۱۶	۴	۸	۶	۳۲
بدھ	۱۵	۱۷	۴	۷	۶	۳۲
جمعرات	۱۶	۱۸	۴	۶	۶	۳۳
جمعہ	۱۷	۱۹	۴	۴	۶	۳۴
ہفتہ	۱۸	۲۰	۴	۳	۶	۳۵
اتوار	۱۹	۲۱	۴	۱	۶	۳۶
پیر	۲۰	۲۲	۴	۰	۶	۳۶
منگل	۲۱	۲۳	۳	۵۹	۶	۳۷
بدھ	۲۲	۲۴	۳	۵۸	۶	۳۸
جمعرات	۲۳	۲۵	۳	۵۷	۶	۳۹
جمعہ	۲۴	۲۶	۳	۵۵	۶	۳۹
ہفتہ	۲۵	۲۷	۳	۵۴	۶	۴۰
اتوار	۲۶	۲۸	۳	۵۳	۶	۴۰
پیر	۲۷	۲۹	۳	۵۲	۶	۴۱
منگل	۲۸	۳۰	۳	۵۱	۶	۴۲
بدھ	۲۹	یکم مئی	۳	۴۹	۶	۴۲
جمعرات	۳۰	۲	۳	۴۸	۶	۴۳

شوال کے روزے

ایام	تاریخ ہجری	تاریخ عیسوی	اختتام سحری گھنٹہ	اختتام سحری منٹ	افطاری گھنٹہ	افطاری منٹ
جمعہ	یکم شوال	۳ مئی	۳	۴۷	۶	۴۴
ہفتہ	۲	۴	۳	۴۶	۶	۴۵
اتوار	۳	۵	۳	۴۵	۶	۴۵
پیر	۴	۶	۳	۴۳	۶	۴۶
منگل	۵	۷	۳	۴۲	۶	۴۶
بدھ	۶	۸	۳	۴۱	۶	۴۷
جمعرات	۷	۹	۳	۴۰	۶	۴۸

عید الفطر

شہر	سحری	افطار	شہر	سحری	افطار
لائلپور	+۵	+۴	بہاولپور	+۱۴	+
منٹگمری	+۸	+۳	ڈریش	-۴	+
ملتان	+۱۶	+۵	خوشاب	+۵	+
سیالکوٹ	-۵	-۱	ڈیرہ غازیخاں	+۱۸	+
جہلم	-۲	+۶	کاکول	-۴	+
راولپنڈی	-۲	+۱۱	ڈیرہ اسمٰعیلخاں	+۱۳	+
مری	-۴	+۱۶	گلگت	-۱۶	+
پشاور	+۳	+۱۷			

ضروری ہدایات

مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقات سحر و افطار کے لئے مندرجہ بالا منٹ جمع اور کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ جہاں جمع (+) ہے وہاں منٹ جمع کرنے ہیں اور جہاں نفی (-) ہے۔ و منٹ نفی کرنے ہیں۔ (تیار کردہ۔ غلام قادر اظہر۔ خالدہ منزل لائن سبحان خاں۔ لاہو

بچوں کا صفحہ

از محمد شفیع عمر الدین دفتروار - میرپور خاص

وقت کی پابندی

۱ - عزیز بچو! انسان اس دنیا میں بہت بڑی ذمہ داری لے کر آیا ہے - اس کو دنیا میں اس طرح زندگی گزارنی ہے کہ دنیا بھی اچھی رہے اور آخرت کے لئے کام بھی روز بروز ہوتا رہے - تاکہ وہ بھی اچھی رہے -

۲ - اتنی بڑی ذمہ داری کے لئے اپنی وقت کی حفاظت کرنا نہایت ضروری ہے کہ فضول برباد نہ ہو - اگر آج وقت کی باگ کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو کل کو ایک مولوی یا دین کے عالم بن جاؤ گے - یا ایک حکیم یا ڈاکٹر ہو جاؤ گے - یا ایک سائینسدان یا انجنیئر بن جاؤ گے - وغیرہ وغیرہ -

۳ - تمہارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وقت فضول ضائع نہ ہو - اس لئے ایک ٹائم ٹیبل (نظام الاوقات) بنا لو - اس ٹائم ٹیبل میں صرف ضروری باتوں کا اندراج ہو - مثلاً اس عمر میں ضروری باتیں تمہارے لئے یہ ہیں:-

(۱) علم حاصل کرنا
(۲) سکول یا مدرسے میں جانا
(۳) دین کا علم پڑھنا
(۴) نمازوں کو وقت پر ادا کرنا
(۵) جسمانی نشو و نما اور صحت کو ٹھیک رکھنے کے لئے مناسب جسمانی ورزش کرنا
(۶) کوئی ہنر سیکھنا کہ بڑے ہو کر حلال روزی حاصل کی جا سکے -
(۷) گھر میں مطالعہ کا وقت مقرر کرنا -
(۸) غسل، کھانے پینے اور ضروری حاجات کا وقت مقرر کرنا - وغیرہ وغیرہ

ان یا دوسری ضروری باتوں کے لئے اپنے ٹائم ٹیبل میں وقت مقرر کر لو - پھر مقررہ وقت پر ہر کام کو کرتے رہو - یہ عادت تم کو بڑے ہو کر بہت کام دے گی - پڑھا ہوا ہو - یا اَن پڑھ - ہر فرد ضرور کوئی نہ کوئی ٹائم ٹیبل روزانہ کاروبار کے لئے رکھتا ہے - پڑھا ہوا تو لکھ کر سامنے رکھتا ہے - مگر اَن پڑھ اس کا خاکہ اپنے ذہن میں رکھتا ہے -

۴ - میں جب تمہاری طرح بچہ تھا - تو میں نے ایک رسالہ میں پڑھا تھا - کہ ایک جہاز ڈوب رہا تھا - اس وقت ایک شخص نے دیکھا - کہ ایک آدمی مطالعہ میں مشغول ہے - اس نے پوچھا کہ کیا تم اس بات سے غافل ہو کہ جہاز ڈوب رہا ہے - اور ہماری زندگیوں کی خیر نہیں - اس نے جواب دیا مجھے اس بات کا پورا علم ہے - آپ کو مجھے مطالعہ کرتے ہوئے دیکھ کر حیرت ہوئی ہو گی - میں چاہتا ہوں کہ زندگی کے باقی ماندہ جو چند لمحے ہیں - وہ بھی علم حاصل کرنے میں گزار دوں - اس بات میں تمہارے لئے بھی سبق ہے - جس طرح میرے لئے تھا - تم کشتیٔ حیات کو موت کے کنارے پر ایک پروگرام کے ماتحت لے جاؤ - ایسا نہ ہو کہ تمہارا کوئی نظام نہ ہو اور وہ اِدھر اُدھر تھپیڑے کھاتی پھرے -

۵ - اگر اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا - (النسآء آیت ۱۰۳ کا جزء)

یعنی بے شک نماز اپنے مقررہ وقتوں پر ہر مسلمانوں پر فرض ہے، کو اپنے ٹائم ٹیبل پر درج کر لیا جائے (اور کرنا بھی ضرور چاہیئے) اور پنجوقتہ نمازیں عین مقررہ وقتوں پر مسجد میں حاضر ہو کر ادا کی جائیں - تو یہ نیک عادت تم کو ٹائم ٹیبل میں درج شدہ دوسری باتوں پر بھی عمل کرنے کا عادی بنا دے گی -

۶ - آج کا کام آج ہی پورا کرنا چاہیئے - اس کو کل پر نہ چھوڑ دینا چاہیئے - ہر روز کے لئے کام ہے - گیا ہوا وقت پھر نہیں لوٹتا - اگر آج کا کام کل کے لئے رکھ چھوڑا تو کل کا کام آئندہ آنے والی کل کے لئے ٹال دیا جائے گا - یہ التوا کا سلسلہ اگر دراز ہوتا چلا گیا - تو آدمی کسی کام کا نہ رہے گا -

۷ - حضرت عمرؓ کا فرمودہ ہے "لا یوخر عمل یومک علیٰ غدک" یعنی آج کا کام کل پر اُٹھا کر نہ رکھو" یہ بات تب حاصل ہو گی - جب تمہارا ایک ٹائم ٹیبل ہو گا - اور اس میں درج شدہ ہر امر کو مقررہ وقت پر کرنے کا عزم بالجزم ہوگا -

۸ - حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ کا ایک قول کیمیائے سعادت میں ہے - کہ اگر بندہ اور کسی بات پر نہ روئے اور صرف اس وقت پر آنسو بہائے جو اس نے ضائع کیا ہے تو اس کے رونے کے لئے یہی بات قیامت تک کافی ہے -

عزیزو آج ہی سنبھل جاؤ - ورنہ بڑے ہو کر بڑا پچھتاوا رہے گا - مگر کچھ کام نہ بنے گا - وقت فضول ضائع نہ کرو -

---

بقیہ - کچھ اپنے متعلق صفحہ ۳ سے آگے -

اگر سب واسطوں سے پرچہ صحیح سلامت گزر جائے تو یہ خریداروں کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے - لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے - کہ ان سب واسطوں کو ملزم نہیں گردانا جاتا ڈاکخانہ سے معمولی باز پُرس کرنے کے بعد خریدار کی تسلی ہو جاتی ہے - مگر ہمارے لکھنے پر بھی انکی تسلی نہیں ہوتی ہمیں اپنے خریداروں کی تکلیف کا پورا احساس ہے - ان کو جب پرچہ وقت پر نہیں ملتا تو ان کو ذہنی کوفت ہونا فطرتی چیز ہے - مگر ہمیں ملزم بنانے سے تو انکی ذہنی کوفت دور نہ ہو گی - جن کو ہماری صداقت کا یقین نہ ہو وہ خود منگل کی شام کو اور بدھ کی صبح کو دفتر میں ...: تشریف لا کر [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۰۷
ایڈیٹر
عبد المنان چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ - مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C - B - T/۲۷۳-۲۳۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ لہ عہ
ششماہی لے
فی پرچہ ۴

اعلان

مدرسہ قادریہ تعلیم القرآن مسلم آباد (نئی آبادی) ڈاک خانہ باغبان پورہ لاہور میں جاری کیا ہے منفقین و مخلصین احباب جماعت سے خصوصی اور عامۃ الناس سے عمومی استدعا ہے کہ اس کار خیر میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

نوٹ - ایک مسجد بھی زیر تعمیر ہے۔

ترسیل زر کا پتہ

حکیم محمد ابراہیم ناظم مدرسہ قادریہ تعلیم القرآن حکیم منزل ۱۳ حکیم سٹریٹ نزد جامع مسجد نور مسلم آباد، ڈاک خانہ باغبانپورہ لاہور

تلاش گمشدہ

میرے بھائی قریشی نظیر علی شاہ تقسیم ملک کے بعد رتن ہوزری رتن تالاب، کراچی میں ملازم ہو گئے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ان کا ایک ہی خط ملا۔ بعدہٗ متعدد خطوط لکھ کر انکی خیریت طلب کی گئی۔ مگر کچھ خبر نہ ملی۔ جو صاحب ان کا پتہ تحریر فرمائیں ان کو مبلغ دس روپیہ ہدیہ پیش کیا جائے گا۔ اگر بھائی صاحب ان سطور کو خود مطالعہ کریں تو مہربانی فرما کر اطلاع دیں۔

امیر علی قریشی برانچ پوسٹ آفس خیر المدارس ملتان شہر